

# بیس رکعات تراویح

## تحقیق و تجزیہ

.....﴿تالیف﴾.....

مولانا مفتی سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

.....﴿ناشر﴾.....

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدر آباد، انڈیا

**Website: [www.ziaislamic.com](http://www.ziaislamic.com)**

**Email: [zia.islamic@yahoo.co.in](mailto:zia.islamic@yahoo.co.in)**

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	بیس رکعات تراویح، تحقیق و تجزیہ
تالیف :	مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر
طبع اول :	شعبان المعظم 1429ھ، م اگست 2008ء
طبع دوم :	رمضان المبارک 1431ھ، م اگست 2010ء
تعداد اشاعت :	ایک ہزار (1000)
صفحات :	112
قیمت :	25 روپے
ناشر :	ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد، انڈیا 500053 فون: 040-24469996
کمپوزنگ :	ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد، انڈیا
ملنے کے پتے :	✽ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن ✽ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد ✽ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد ✽ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد ✽ مکتبہ رفاه عام، گلبرگہ شریف کرناٹک ✽ ہاشمی محبوب کتب خانہ تعظیم ترک مسجد، بیجا پور کرناٹک ✽ دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

## ﴿.....فہرست.....﴾

تقریظ	6
تقریظ	7
پیش لفظ	9

### ﴿.....باب اول.....﴾

نماز تراویح، حکم، فضیلت اور رکعات	13
نماز تراویح کی فضیلت	17
نماز تراویح کا حکم	18
بخاری شریف میں نماز تراویح کا ذکر	18
بیس رکعات تراویح، حضور ﷺ اور صحابہ کرام کا معمول	25
پہلی روایت	25
بیس رکعات کا ثبوت نبی اکرم ﷺ کے مبارک عمل سے	25
بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرام کا عمل	27
دوسری روایت	28
تیسری روایت	29
چوتھی روایت	30
پانچویں روایت	32
چھٹی روایت	32
ساتویں روایت	34
آٹھویں روایت	35
نویں روایت	36
دسویں روایت	39
گیارہویں روایت	40
بیس رکعات تراویح پر تمام صحابہ کرام کا اتفاق	40
بیس رکعات میں کسی صحابی کا اختلاف نہیں	42
بیس رکعات پر مہاجرین و انصار کا اتفاق، علامہ ابن تیمیہ کی صراحت	43
بیس رکعات تراویح پر تابعین کا عمل	45
پہلی روایت	45
دوسری روایت	46
تیسری روایت	47
چوتھی روایت	48

48	پانچویں روایت
49	چھٹی روایت
49	ساتویں روایت
50	آٹھویں روایت

### ﴿.....باب دوم.....﴾

53	جمہور علماء فقہاء احناف، شوافع اور حنابلہ کا عمل
53	پہلی دلیل
53	دوسری دلیل
54	تیسری دلیل
55	چوتھی دلیل
55	بیس رکعات تراویح حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صراحت
	بیس رکعات تراویح، ائمہ امت کا فیصلہ
57	اہل مکہ کا عمل، امام شافعی کا بیان
57	بیس رکعات تراویح، اہل کوفہ کا عمل
58	بیس رکعات تراویح، فقہاء احناف کا مسلک
58	پہلی دلیل
58	دوسری دلیل
59	تیسری دلیل
59	چوتھی دلیل
59	پانچویں دلیل
60	چھٹی دلیل
60	ساتویں دلیل
61	آٹھویں دلیل
61	نویں دلیل
61	دسویں دلیل
62	بیس رکعات تراویح فقہ مالکی میں
62	بیس رکعات تراویح فقہ شافعی میں
62	پہلی دلیل
63	دوسری دلیل
63	بیس رکعات تراویح فقہ حنبلی میں
64	چھتیس رکعات، اہل مدینہ کی خصوصیت
65	بیس رکعات تراویح، عہد صحابہ سے بندرھوس صدی تک

﴿.....باب سوم.....﴾

- 70 بیس رکعات کی مرفوع روایت پر اعتراض کے جوابات
- 70 حضرت ابوشیبہ کے بارے میں محدثین کے مختلف اقوال
- 71 بعد کے رواۃ کا ضعف امام اعظم کے استدلال پر اثر انداز نہیں

تقریظ 6

تقریظ 7

پیش لفظ 9

﴿.....باب اول.....﴾

- 13 نماز تراویح، حکم، فضیلت اور رکعات
- 17 نماز تراویح کی فضیلت
- 18 نماز تراویح کا حکم
- 18 بخاری شریف میں نماز تراویح کا ذکر
- 25 بیس رکعات تراویح، حضور ﷺ اور صحابہ کرام کا معمول
- 25 پہلی روایت
- 25 بیس رکعات کا ثبوت نبی اکرم ﷺ کے مبارک عمل سے
- 27 بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرام کا عمل
- 28 دوسری روایت
- 29 تیسری روایت
- 30 چوتھی روایت
- 32 پانچویں روایت
- 32 چھٹی روایت
- 34 ساتویں روایت
- 35 آٹھویں روایت
- 36 نویں روایت
- 39 دسویں روایت
- 40 گیارہویں روایت
- 40 بیس رکعات تراویح پر تمام صحابہ کرام کا اتفاق
- 42 بیس رکعات میں کسی صحابی کا اختلاف نہیں
- 43 بیس رکعات پر مہاجرین و انصار کا اتفاق، علامہ ابن تیمیہ کی صراحت
- 45 بیس رکعات تراویح پر تابعین کا عمل

46	دوسری روایت
47	تیسری روایت
48	چوتھی روایت
48	پانچویں روایت
49	چھٹی روایت
49	ساتویں روایت
50	آٹھویں روایت

### ﴿.....باب دوم.....﴾

53	جمہور علماء، فقہاء احناف، شوافع اور حنابلہ کا عمل
53	پہلی دلیل
53	دوسری دلیل
54	تیسری دلیل
55	چوتھی دلیل
55	بیس رکعات تراویح حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صراحت
55	بیس رکعات تراویح، ائمہ امت کا فیصلہ
57	اہل مکہ کا عمل، امام شافعی کا بیان
57	بیس رکعات تراویح، اہل کوفہ کا عمل
58	بیس رکعات تراویح، فقہاء احناف کا مسلک
58	پہلی دلیل
58	دوسری دلیل
59	تیسری دلیل
59	چوتھی دلیل
59	پانچویں دلیل
60	چھٹی دلیل
60	ساتویں دلیل
61	آٹھویں دلیل
61	نویں دلیل
61	دسویں دلیل
62	بیس رکعات تراویح فقہ مالکی میں
62	بیس رکعات تراویح فقہ شافعی میں
62	پہلی دلیل
63	دوسری دلیل

63 بیس رکعات تراویح فقہ حنبلی میں

64 چھتیس رکعات اہل مدینہ کی خصوصیت

65 بیس رکعات تراویح، عہد صحابہ سے پندرہویں صدی تک

#### ﴿.....باب سوم.....﴾

70 بیس رکعات کی مرفوع روایت پر اعتراض کے جوابات

70 حضرت ابوشیبہ کے بارے میں محدثین کے مختلف اقوال

71 بعد کے رواۃ کا ضعف امام اعظم کے استدلال پر اثر انداز نہیں

# تقریظ

فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عظیم الدین دامت برکاتہم العالیہ  
صدر مفتی جامعہ نظامیہ

الحمد لله الذى ذكره واسمه مفتاح المفاتيح. والصلوة والسلام على سيدنا محمد الذى اوقد فى القلوب المصابيح وعلى اله واصحابه الذين اقاموا صلوة التراويح فى شهر التهليل والتسابيح. اما بعد!

اسلام کے جملہ نظاموں میں نظام عبادات خصوصی نوعیت کا حامل ہے، حضور پاک علیہ التحیۃ والتسلیم نے شعور بندگی کی بقاء و ارتقاء کے لئے مختلف نمازیں تعلیم فرمائیں، جن میں ایک نہایت مہتمم بالشان نماز ”تراویح“ بھی ہے۔

زیر نظر کتاب اسی نماز کی فضیلت و حکمت بالخصوص بیس رکعات مقرر ہونے کے دلائل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل شریف اور ان کا اس مبارک نماز پر اجماع، مذاہب اربعہ میں بیس رکعات پر مد اومت کو مدلل و مستند اسلوب میں پیش کیا گیا ہے اور خصوصاً روایات کی تحقیق و تجزیہ، فن حدیث کے اصول کے میزان میں پیش کیا گیا ہے۔

مؤلف کتاب مولانا سید ضیاء الدین نقشبندی صاحب مادر علمی جامعہ نظامیہ کے نوجوان اور صالح ہونے کے باوصف علمی تحقیقی صلاحیتوں کے جوہر سے آراستہ ہیں اور جامعہ نظامیہ میں نائب شیخ الفقہ کے عہدہ پر خدمت انجام دے رہے ہیں، نیز ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر حیدرآباد کے نام سے ایک ادارہ جو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے قائم کیا ہے جس سے دنیا بھر میں جدید مسائل میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جا رہا ہے۔

اللہ رب العزت سے میری دعا ہے کہ موصوف کے علم و عمل میں برکت، زبان و قلم میں طاقت اور اسلوب میں حکمت مزید عطا فرمائے اور اس کتاب کے افادہ کو عام کرے۔ امین بجاہ طہ الامین والحمد لله رب العلمین۔ فقط

شرح دستخط



# تقریظ

عمدة المحدثین حضرت علامہ مولانا محمد خواجہ شریف دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ

الحمد لله رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین والہ وصحبہ ومحبیہ والتابعین لہم باحسان الی یوم

الدین اجمعین . اما بعد!

رمضان المبارک میں نماز تراویح امت کے لئے عظیم نعمت اور تحفہ ہے، روح میں ترقی و بالیدگی اور تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے، تراویح کی بیس رکعات ہیں، ساری امت اس پر متفق ہے۔

مولانا سید ضیاء الدین صاحب نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ کی ”بیس رکعات تراویح“ تحقیق و تجزیہ، اس مسئلہ میں تحقیقی کتاب ہے، مؤلف نے اس میں متعلقہ احادیث شریفہ کو جمع کیا اور ان کے مراتب کو متعین کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع، تلقی بالقبول اور زمانہ صحابہ سے آج تک ہر دور میں امت کا اس پر عمل کرنا جیسے دلائل و براہین سے اس مسئلہ کو خوب واضح کیا۔ عرب و عجم کے جمہور علماء سب بیس رکعات پر متفق ہیں، غیر مقلد حضرات کو اس میں اشتباہ ہو گیا، انہوں نے تہجد کی روایت کو تراویح کے لئے قرار دیا۔

مؤلف کتاب نے ان کے اس اشتباہ کو دور کیا، اس سے متعلق ابھرنے والے تمام سوالات کے احادیث شریفہ کی روشنی میں جوابات دئے کہ تراویح و تہجد دو علیحدہ نمازیں ہیں، تہجد 8 رکعات اور تراویح 20 رکعات کو خوب واضح کیا ہے۔

مولانا سید ضیاء الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ قلم کی طاقت بھی خوب عطا کی ہے، مسلمانوں کے لئے زمانہ حال و مستقبل کے اہم مسائل پر آپ کی یہ تحقیقی تالیفات ”سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم، تصرف خیر المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم، سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا جمال بے مثال، دربار سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم میں جبریل امین کی حاضری، فضائل شب براءت احادیث و آثار کی روشنی میں، حقانیت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حدیث قسطنطنیہ کی تحقیق، پردہ تقدس کا ضامن، معراج شریف اور دیدار الہی اور شب براءت رحمت الہی سے محروم کون؟ وغیرہ“ مقبول عوام و خواص ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس کتاب کو بھی قبولیت عام عطاء فرمائے اور آپ کے میزان حسنات میں شامل کرے۔ (آمین)

شرح دستخط

پیش لفظ

کتاب ”بیس رکعات تراویح“، تحقیق و تجزیہ“، اپنے موضوع کے مطابق نہایت جامع اور بڑی تحقیقی نگارش ہے، مولف کتاب حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نائب شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر نے اس کتاب میں احادیث کریمہ آثار شریفہ، نصوص فقہیہ، مفسرین و محدثین کی تشریحات، فقہاء و مجتہدین کی تصریحات، ائمہ جرح و تعدیل کی تحقیقات اور جمہور علماء کے قطعی موقف کے ذریعہ نہایت حکیمانہ اسلوب میں ثابت کیا کہ نماز تراویح بیس رکعات ہیں، جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا مبارک عمل رہا، خلفاء راشدین نے اس پر مواظبت کی، جمیع صحابہ کرام و تابعین عظام نے اس کی موافقت کی اور بلا کسی توقف و انقطاع اقطاع عالم، بالخصوص حرین شریفین میں اسی پر عمل ہوتا رہا ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت ضیاء ملت نے جامع الترمذی، موطا الامام مالک، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند عبد بن حمید، قیام رمضان لمحمد بن نصر المروزی، الصیام للفریابی، معجم الاوسط للطبرانی، المعجم الکبیر للطبرانی، السنن الکبریٰ للبیہقی، السنن الصغریٰ للبیہقی، شعب الایمان للبیہقی، معرفۃ السنن والاثار للبیہقی، فضائل الاوقات للبیہقی، جامع الاصول من احادیث الرسول لابن الاثیر، خلاصۃ الاحکام فی مهمات السنن وقواعد الاسلام للنووی، نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی، مجمع الزوائد للہیثمی، المطالب العالیۃ لابن حجر العسقلانی، التلخیص الخیر لابن حجر العسقلانی، جامع الاحادیث للسیوطی، اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ للبویری، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال للعلی المثنیٰ اور زجاجة المصابیح لمحدث الدکن وغیرہ کتب حدیث سے تخریج کرتے ہوئے واضح کیا کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔

اس مسئلہ کی تائید میں ان شروح حدیث کے حوالے دیئے: صحیح البخاری لابن بطلال، التمهید لما فی الموطا من المعانی والاسانید لابن عبد البر، شرح صحیح مسلم للنووی، الجواهر النقی علی سنن البیہقی لابن الترمذی، المنہج فی شرح الموطا للباجی، النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح للزکشی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی، فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر العسقلانی، تدریب الراوی شرح تقریب النوای للسیوطی، تنویر الحواکک شرح موطا الامام مالک للسیوطی، فیض القدر شرح الجامع الصغیر للمناوی، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح لعلی القاری، فتح المغیث شرح الفیہ الحدیث للسخاوی اور تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری وغیرہ۔

نیز ان کتب فقہ ”الاستذکار الجامع لمذاہب فقہاء الامصار و علماء الاقطار لابن عبدالبر، المبسوط للسرخسی، بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد لابن رشد، الکافی لابن قدامۃ، الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، الدر المختار للحکیمی، الفتاویٰ العالمگیریہ، فتح القدیر لابن الہمام، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع للکاسانی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للزیلعی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق لابن نجیم المصری، حاشیۃ تبیین الحقائق للشمس، مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ، نیل الاوطار للشوکانی، مجمع الانهر فی شرح ملتقى البحر المحلى، المنهاج القويم لابن حجر الهيتمي، الفتاویٰ العزیزية، حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح، الفقہ الاسلامی وادلتہ للرحلی اور الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ“ کے حوالہ سے بیان کیا کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔

مزید یہ کہ میں رکعات تراویح سے متعلق منقول احادیث شریفہ کے رواۃ کی تعدیل و توثیق کے لئے ”الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر، الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سیر اعلام النبلاء للذہبی، تہذیب الکمال للزمزى، لسان المیزان لابن حجر العسقلانی اور تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی“ کے حوالے دئے۔

علاوہ ازیں ”سبل الہدی والرشاد للصالحی، الغنیۃ لطالبی طریق الحق للشیخ عبدالقادر الجیلانی، الشریعۃ للاجری، حجتہ اللہ البالغۃ لولی اللہ الحمد ش

رکعات ہی ہیں۔

اس کتاب میں حضرت ضیاء ملت نے ایک جدول پیش کیا گیا، جس میں سن واری لحاظ سے واضح کیا کہ بیس رکعات تراویح پر عہد فاروقی سے لے کر آج تک عمل کیا جاتا رہا ہے۔

”بیس رکعات تراویح“ پر سارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے، چنانچہ اس کتاب میں آپ نے امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 483ھ) ملک العلماء کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 587ھ) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 620ھ) شیخ ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) علامہ زیلیعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 743ھ) علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 855ھ) اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014ھ) سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیس رکعات تراویح پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے اور بطور نمونہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مندرجہ ذیل اسمائے گرامی ذکر کئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ۔

تابعین عظام میں حضرت شتیر بن شکل عبسی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حارث بن عبد اللہ ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوالخثری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعید بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عطاء ابن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبد العزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوسعید خدری بن سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

عموماً بیس رکعات کی مرفوع روایت کو ضعیف قرار دے کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، اس سلسلہ میں حضرت ضیاء ملت نے فن حدیث کے اصول، روایت و درایت کے قواعد کی روشنی میں نو (9) وجوہ سے ثابت کیا کہ اس روایت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

جن روایتوں سے تراویح کی آٹھ رکعات ہونے کا اشتباہ اور غلط فہمی ہوتی ہے اس کا درست مفہوم اور حقیقی معنی بیان کیا۔

الحمد للہ یہ کتاب حضرت ضیاء ملت کی اردو اور انگریزی زبان پر مشتمل مستند اسلامی تحقیقی ویب سائٹ [www.ziaislamic.com](http://www.ziaislamic.com) پر اپلوڈ کی جا چکی ہے۔ انشاء اللہ! اس کتاب کا انگلش ایڈیشن بھی عنقریب طبع ہو کر منظر عام پر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقہ و طفیل اس کتاب کی افادیت کو عام سے عام تر فرمائے۔ امین بجاہ سید الانبیاء و

المرسلین صلی اللہ علیہ و علی آلہ الطاہرین و اصحابہ الاکرامین اجمعین۔

شعبہ نشر و اشاعت

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿.....باب اول.....﴾

## نماز تراویح، حکم، فضیلت اور رکعات

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على حبيبہ سيد الانبياء والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه

الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين. اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے امت مسلمہ کو اپنی بے پایاں نعمتوں اور بیکراں رحمتوں سے سرفراز فرمایا جنکی شکرگزاری اور قدردانی پر مزید نعمتوں میں ازدیاد و اضافہ کرنے کا وعدہ فرمایا؛ خدائے ذوالجلال کی ان عظیم و جلیل نعمتوں میں ایک جلیل القدر نعمت رمضان کا بابرکت مہینہ ہے جس میں رحمت الہی کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور بندگانِ خدا ہر آن رحمتِ خداوندی سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں۔ پروردگارِ عالم نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرمانے کے لئے اسی ماہ کا انتخاب فرمایا چنانچہ اس لحاظ سے اس کی قدر و منزلت واضح کرتے ہوئے نام کی صراحت کے ساتھ قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ فرمایا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي  
أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ  
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ  
مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ.

ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا، جو تمام انسانیت کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے اور اس میں ہدایت دینے والی اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے والی واضح نشانیاں ہیں۔ (1)

اس مہینہ کے آغاز ہی سے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں جنت کے دروازے وا کر دئے جاتے ہیں، شیاطین قید و بند کی زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے ہیں (1)، اس طرح بندوں کے لئے نیکیوں والا سازگار ماحول فراہم کر دیا جاتا ہے۔ اب ہر رات نیکی کا ارادہ کرنے والے کے لئے خصوصی اعلان ہوتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے! نیکی کر گزر، برائی کے طلبگار کیلئے اعلان ہوتا ہے کہ اے برائی کے چاہنے والے! برائی سے باز آ جا۔ (2) پروردگارِ عالم کی شان بے نیازی کے باوجود اس کی بارگاہِ عالی جاہ سے محض بندوں پر شفقت و مہربانی کی خاطر یہ ندا آتی ہے: کیا کوئی دعاء کرنے والا ہے کہ اسے منظور کیا جائے؟ کیا کوئی مغفرت کا طلب گار ہے کہ اسے بخش دیا جائے؟ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے اس کی توبہ قبول کر لی جائے؟ (3)

ماہ رمضان کی آمد کے ساتھ ہی رحمت الہی کا دریا جوش زن ہوتا ہے، ہر سو صفتِ رحمت کا ظہور ہوتا ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تمام کائنات کی لئے سرِ پا رحمت ہیں آپ کی ذات مقدسہ سے ہر آن رحمتِ الہی کے جلوے آشکار ہوتے ہیں چنانچہ آپ نے تجلیاتِ رحمتِ خداوندی سے اپنی اُمت کو مالا مال کرتے ہوئے ماہِ رمضان میں فرضِ روزوں کے علاوہ تراویح و اعتکاف جیسی عبادات مقرر فرمائیں اور صدقہ و خیرات کی ترغیب و تشویق دی۔ قرآن کریم کی تلاوت و سماعت کا اہتمام کرنے کی تعلیم و تلقین فرمائی اور ان تمام اعمال و طاعات پر غیر معمولی اجر و ثواب کی بشارت عطا فرمائی۔ یہ ساری باتیں دراصل رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمت پر کمال درجہ عنایت و نوازش کی آئینہ دار ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ستودہ میں ایک صفت سخاوت و فیاضی ہے، ماہِ رمضان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیگر مہینوں کی بہ نسبت زیادہ سخاوت و بخشش فرماتے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف ج 1، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث: 6 میں حدیث پاک ہے:

عن ابن عباس قال  
كان رسول الله -  
صلى الله عليه وسلم -  
أجود الناس ، وكان  
أجود ما يكون في  
رمضان حين يلقاه  
جبريل ، وكان يلقاه  
في كل ليلة من  
رمضان فيدارسه  
القرآن ، فلرسول الله  
-صلى الله عليه  
وسلم - أجود بالخير  
من الريح المرسلة .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم لوگوں میں سب سے  
زیادہ سخاوت فرمانے والے ہیں، اور آپ کی  
سخاوت ہر وقت سے زیادہ اس وقت ہو جاتی جب  
ماہ رمضان میں جبریل امین علیہ السلام آپ کی  
خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور رمضان کی ہر شب  
آپ حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم  
سے قرآن کریم کا دور فرماتے، بلاشبہ حضور صلی  
اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کا خیر و بھلائی میں جود و سخا،  
نفع رسانی کے لئے چھوڑی ہوئی تیز ہواؤں سے  
بھی زیادہ ہے۔ (1)

ماہ رمضان کی خصوصی سخاوت سے متعلق امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 458ھ) کی شعب الایمان میں حدیث پاک ہے:

عن ابن عباس قال كان  
رسول الله صلى الله  
عليه وسلم اذا دخل  
شهر رمضان اطلق كل  
اسير واعطى كل سائل -

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے  
روایت ہے آپ نے فرمایا: جب ماہ  
رمضان آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر  
قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر مانگنے والے کو  
عطا فرماتے۔ (1)

اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے فرض فرمائے اسکے احکام اجمالی طور پر قرآن کریم میں بیان فرمائے اور انکی مزید تفصیل و تشریح اپنے حبیب  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام مقرر کرنے اور ان کا اجر و ثواب متعین کرنے کا مکمل اختیار عطا فرمایا، چونکہ ماہ رمضان  
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سخاوت فرماتے ہیں، اسی لئے آپ نے رمضان سے متعلق مخصوص اعمال تعلیم فرمائے اور اس سلسلہ میں خصوصی اجر و ثواب کی  
بشارت سنائی:

نفل کا ثواب فرض کے برابر، فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر، روزہ دار کو افطار کروانے پر روزہ رکھنے کے ثواب کی بشارت دی، روزہ دار کو  
شکم سیر کرنے پر جام کوثر سے سیرابی کا مژدہ سنایا، مومن کے رزق میں اضافہ کئے جانے کا تذکرہ فرمایا (2) اور اعتکاف کرنے والے کے لئے تمام نیک  
اعمال کرنے والے کے برابر اجر و ثواب ملنے کی خوشخبری سنائی۔ (3)

رمضان المبارک کے ان خصوصی اعمال پر خصوصی اجر و ثواب سے متعلق احادیث شریفہ وارد ہیں، قرآن کریم کی کسی آیت میں وضاحت کے ساتھ

اس کا ذکر نہیں، یہ محض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سخاوت کا اثر اور صفت جود کا صدقہ ہے، ماہ رمضان کے ان ہی خصوصی اعمال میں ایک عمل ”نماز تراویح

”ہے۔

## ﴿.....نماز تراویح کی فضیلت.....﴾

صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، سنن ابوداؤد شریف، سنن نسائی شریف، جامع ترمذی شریف، سنن ابن ماجہ شریف وغیرہ میں نماز تراویح کی فضیلت سے متعلق حدیث پاک ہے:

عن أبي هريرة ان رسول	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
الله صلى الله عليه وسلم	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
قال من قام رمضان إيماناً	جو شخص رمضان کی راتوں میں بحالتِ ایمان
وإحتساباً غفر له ما تقدم	واخلاص قیام کرے اس کے گزشتہ گناہ معاف
من ذنبه.	کر دیئے جاتے ہیں۔ (1)

## نماز تراویح کا حکم

نماز تراویح مرد حضرات اور خواتین دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے، مسجد میں باجماعت نماز تراویح ادا کرنا، مرد حضرات کے لئے سنت کفایہ ہے، اگر کسی محلہ کے تمام افراد جماعت ترک کر دیں تو سب سنت کو چھوڑنے والے قرار پائیں گے:

در مختار میں ہے:

(التراویح سنة ) مؤکدة .....	نماز تراویح مرد حضرات اور
(للرجال والنساء) .....	خواتین کے لئے سنت مؤکدہ
(والجماعة فيها سنة على	ہے اور اس میں جماعت سنت
الكفاية)	کفایہ ہے۔ (1)

## بخاری شریف میں نماز تراویح کا ذکر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے علاوہ آپ کے عمل مبارک سے بھی تراویح کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل في حجرته وجدار الحجرة قصير فرأى الناس شخص النبي صلى الله عليه وسلم فقام اناس يصلون بصلوته فاصبحوا فتحدثوا بذلك ، فقام الليلة الثانية فقام معه اناس يصلون بصلوته صنعوا ذلك ليلتين او ثلثا حتى اذا كان بعد ذلك جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يخرج ، فلما اصبح ذكر ذلك الناس فقال انى خشيت أن تكتب عليكم صلوۃ الليل .

سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اپنے حجرہ مبارک میں نماز ادا فرمایا کرتے اس وقت حجرہ مبارک کی دیوار چھوٹی تھی ، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے ، صبح ہوئی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے باہم اس کا ذکر کیا ، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رات بھی نماز تراویح ادا فرمائی اور صحابہ کرام نے آپ کی اقتداء کی سعادت حاصل کی ، ان حضرات نے دو یا تین رات یہی عمل کیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں تراویح ادا فرمائے) ، یہاں تک کہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ مبارک میں) تشریف فرما رہے اور باہر تشریف نہیں لائے ، جب صبح ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس سلسلہ میں آپ سے معروضہ کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں رات کی نماز تم پر فرض نہ قرار دی جائے۔ (دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں: فتعجزوا عنہا پھر تم اس کو ادا نہ کر سکو گے)۔ (1)

یہ روایت صحیح بخاری شریف میں تین سے زائد مقامات پر موجود ہے اس روایت میں نماز کی ادائیگی کا ذکر ہے ، لیکن رکعتوں کی تعداد کا بیان نہیں ، شارح صحیح بخاری صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے التلخیص الحمیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر میں مذکورہ روایت کے پس منظر میں بیس رکعات کے الفاظ کی صراحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

نعم ذکر العشرين ورد فی  
حدیث آخر رواه البیهقی  
من حدیث ابن عباس۔  
ہاں! بیس رکعات کا ذکر دوسری روایت میں آیا ہے  
جسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن  
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (2)

نیز امام ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے المنہاج القویم میں اسی معنی کی روایت کو بیان فرمایا

ہے:

”عشرون رکعة“ فی  
کل ليلة من رمضان بنية  
قيام رمضان او سنة  
التراويح او صلوة  
التراويح ..... لمصح  
انه صلى الله عليه  
وسلم صلى التراويح  
ليالي اربعا فصلوها معه  
ثم تاخر وصلاتها في  
بיתה باقى الشهر وقال  
خشيت ان تفرض  
عليكم فتعجزوا عنها.  
”بیس رکعات“ ماہ رمضان کی ہر رات قیام  
رمضان یا سنت تراویح یا نماز تراویح کی  
نیت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے چنانچہ صحیح  
حدیث وارد ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ  
وسلم نے چار راتیں تراویح ادا فرمائی اور  
صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ کی  
اقتداء میں نماز ادا کی، پھر حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم تشریف نہیں لائے، باقی مہینہ اپنے  
حجرہ شریف میں نماز ادا فرمائی اور ارشاد  
فرمایا: مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض  
ہو جائے گی پھر تم اس کی استطاعت نہ  
رکھو گے۔ (1)

علامہ محمد بن محمد اکمل الدین بابر ترقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 786ھ) عنایہ شرح ہدایہ میں بیس رکعات تراویح سے متعلق تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں:



روى انه صلى الله عليه وسلم خرج ليلة من ليالى رمضان وصلى عشرين ركعة فلما كانت الليلة الثانية اجتمع الناس فخرج وصلى بهم عشرين ركعة، فلما كانت الليلة الثالثة كثر الناس فلم يخرج عليه الصلاة والسلام وقال: عرفت اجتماعكم لكنى خشيت أن تكتب عليكم، فكان الناس يصلونها فرادى الى زمن عمر رضى الله عنه،

فقال عمر: انى ارى ان اجمع الناس على امام واحد، فجمعهم على ابى بن كعب فصلى بهم خمس ترويعات عشرين ركعة.

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی راتوں میں سے ایک رات رونق افروز ہوئے اور آپ نے بیس (20) رکعات نماز ادا فرمائی، پھر جب دوسری رات آئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان جمع ہو گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور آپ نے بیس (20) رکعات نماز پڑھائی، پھر جب تیسری رات آئی، صحابہ کرام بڑی تعداد میں جمع ہوئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز نہیں ہوئے، ارشاد فرمایا: میں تمہارے جمع ہونے کو جانتا ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ یہ نماز تم پر فرض قرار دی جائے چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک علیحدہ علیحدہ نماز ادا کرتے رہے،

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بہتر سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو ایک امام کی اقتداء میں جمع کر دوں، پھر آپ نے انہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا تو انہوں نے پانچ ترويعات، بیس رکعات پڑھائی۔ (1)

مذکورہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو، تین یا چار راتیں باجماعت نماز تراویح ادا فرمائی پھر اس اندیشے

سے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے تشریف نہیں لائے امام ابن حجر مکی پتہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق باقی مہینہ، کاشانہ اقدس میں نماز ادا فرماتے رہے، اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ نماز تراویح باجماعت ادا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے ثابت ہے، علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرام کو باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو تحسین فرمائی۔

جیسا کہ سنن ابوداؤد شریف میں مرفوع روایت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَنَاسُ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّونَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا هَؤُلَاءِ فَقِيلَ هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأَبَى بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابُوا وَنِعَمَ مَا صَنَعُوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، کیا دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رمضان شریف میں مسجد کے ایک گوشہ میں نماز ادا فرما رہے ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ تو عرض کیا گیا: یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے کامل طور پر قرآن کریم حفظ نہیں کیا ہے، اور حضرت ابی بن کعب امامت کر رہے ہیں اور یہ صحابہ اُن کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہوں نے درست کیا اور کیا ہی اچھا عمل کیا ہے۔ (1)

بیس رکعات تراویح، حضور ﷺ اور صحابہ کرام کا معمول

پہلی روایت:

بیس رکعات کا ثبوت نبی اکرم ﷺ کے مبارک عمل سے

نماز تراویح سے متعلق جو مختصر و مفصل روایتیں اختلاف الفاظ کے ساتھ ساتھ وارد ہوئیں ان کا ذکر کیا جا چکا، جس سے نماز تراویح باجماعت پڑھنا ثابت ہوا، ذیل میں متعدد کتب حدیث شروح حدیث اور کتب فقہ کے حوالہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل مبارک بیان کیا جاتا

ہے کہ آپ نے بیس رکعات ادا فرمائی۔ مصنف ابن ابی شیبہ، مسند عبد بن حمید، شرح صحیح البخاری لابن بطلال، السنن الکبریٰ للبیہقی، المعجم الاوسط للطبرانی، المعجم الکبیر للطبرانی، الاستذکار جامع لمذاہب فقہاء الامصار وعلماء الاقطار لابن عبد البر، التہذیب لما فی الموطا من المعانی والاسانید لابن عبد البر، مجمع الزوائد للہیثمی، خلاصۃ الاحکام فی مہمات السنن وقواعد الاسلام للنووی، نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ للزیلعی، فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر العسقلانی، المطالب العالیۃ لابن حجر العسقلانی، التلخیص الحجیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر لابن حجر العسقلانی، فتح القدیر لابن الہمام، الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، تنویر الحواکک للسیوطی، نیل الاوطار للشوکانی، منہ الخالق علی البحر الرائق لابن عابدین الشامی، سبل الہدیٰ والرشاد للصالحی، اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوہیری، حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح، زجاجة المصانح لمحدث الدکن اور الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحلی میں حدیث پاک ہے:

”عن ابن عباس قال کان  
النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم یصلی فی شہر  
رمضان بعشرین رکعة  
والوتر۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے  
روایت ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
ماہ رمضان میں بیس (20) رکعات تراویح  
اور وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔ (1)

### بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرام کا عمل

سنن ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ماہ رمضان میں مسجد کے اندر باجماعت نماز تراویح ادا کی، بیس رکعات تراویح کی تعداد کا ذکر دیگر متعدد روایتوں میں آیا ہے کہ عہد فاروقی، عہد عثمانی، عہد علوی میں اور اس کے بعد کے ادوار میں اسی پر عمل ہوا۔ یہ وہ مبارک ادوار ہیں جن میں صحابہ کرام کی اکثریت روئے زمین پر موجود تھی اور اقطاع عالم سے اہل اسلام ان نبوی صحبت یافتہ حضرات کی خدمت میں آکر ان سے دین کی تعلیمات سیکھتے، ان کے معمولات کو اپنے لئے حرز جاں جانتے، آئندہ سطور سے معلوم ہوگا کہ آسمان ہدایت کے ان درخشاں ستاروں نے بیس رکعات تراویح کا اہتمام کیا ہے چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے منقول روایتیں نقل کی جاتی ہیں:

دوسری روایت:

### عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح پر عمل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعات تراویح ادا کرتے تھے جیسا کہ روایت منقول ہے:

”عن یزید بن رومان انه  
قال کان الناس یقومون فی  
زمان عمر بن الخطاب فی  
رمضان بثلاث وعشرین  
رکعة“

ترجمہ: حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ  
(متوفی 130ھ) سے روایت ہے، انہوں نے  
فرمایا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ  
میں لوگ تیس (23) رکعات (بیس رکعات  
تراویح اور تین رکعات وتر) پڑھتے تھے۔ (1)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 855ھ) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں اس روایت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قال ابن عبد البر هذا محمول على أن الثلاث للوتر۔ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے فرمایا: تینیس (23) رکعات کا مطلب تین رکعات وتر اور تیس رکعات تراویح ہیں۔ (1) تیسری روایت:-

### تیس رکعات تراویح کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امامت کرنے والے حضرات کو تیس رکعات تراویح پڑھانے کی ہدایت دیتے، مصنف ابن ابی شیبہ میں حدیث پاک ہے:

”عن يحيى بن سعيد      حضرت يحيى بن سعيد رضي الله عنه (متوفى 143ھ)  
ان عمر بن الخطاب      سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ  
أمر رجلا يصلي بهم      نے ایک صاحب کو تیس (20) رکعات تراویح  
عشرين ركعة.      پڑھانے کا حکم فرمایا۔ (1)

### چوتھی روایت:

امام بخاری کے دادا استاذ محدث عبدالرزاق بن ہمام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 211ھ) اپنی مصنف میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں:

عن السائب بن يزيد      حضرت سائب بن يزيد رضي الله عنه (متوفى  
قال كنا ننصرف من      80ھ) سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ہم  
القيام على عهد عمر      حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں رات  
وقد دنا فروع الفجر      کے قیام سے واپس ہوتے جبکہ سپیدہ صبح کا وقت  
وكان القيام على      قریب آجاتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ  
عهد عمر بثلاثة      میں رات کی نماز تینیس رکعات (تیس رکعات  
وعشرين ركعة“ .      تراویح اور تین رکعات وتر) ہوتی۔ (2)

اس روایت سے تیس رکعات نماز تراویح پر صحابہ کرام کا عمل ثابت ہونے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ طویل قیام، کثرت تلاوت صحابہ کرام کا شعار رہا ہے۔

### حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی روایت اور محدثین کے اقوال

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاصۃ الاحکام میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت سے متعلق لکھا ہے:

رواہ البیہقی باسناد اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح

صحیح سے روایت کیا ہے۔ (1)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح کو امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایہ“ میں علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاویٰ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں نقل کیا ہے۔ (2)

پانچویں روایت:

امام بیہقی کی سنن صغریٰ اور معرفۃ السنن والاثار میں روایت ہے:

عن السائب بن یزید قال: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ (متوفی 80ھ)

کنا نقوم فی زمان عمر بن سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم حضرت عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں (20) بیس

بعشرین رکعة والوتر۔ رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے۔ (1)

علامہ کمال الدین محمد معروف بہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 861ھ) صاحب فتح القدیر نے اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد امام نووی کے حوالہ سے مذکورہ روایت کی سند کی صحت سے متعلق لکھا ہے:

قال النووی فی الخلاصة امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے

اسنادہ صحیح۔ خلاصۃ الاحکام میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ (2)

چھٹی روایت:

نیز جامع الاحادیث اور کنز العمال میں روایت ہے:

عن ابی بن کعب أن عمر بن الخطاب أمره أن يصلي بالليل في رمضان فقال: ان الناس يصومون النهار ولا يحسنون أن يقرءوا فلو قرأت عليهم بالليل قال: يا أمير المؤمنين هذا شيء لم يكن، فقال: قد علمت ولكنه حسن فصلي بهم عشرين ركعة. (ابن منيع)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں رمضان المبارک کی رات میں نماز (تراویح) پڑھانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور وہ بہتر طور پر قرأت نہیں کر سکتے، اگر آپ رات (تراویح) میں قرأت کریں تو بہتر ہوگا، انہوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہ ایسا عمل ہے جواب تک (مستقل طور پر باجماعت) نہیں ہوا، تو آپ نے فرمایا: یقیناً میں جانتا ہوں، لیکن یہ اچھا کام ہے، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اہل اسلام کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی۔ (1)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو عرض کیا ”یہ ایسا عمل ہے جواب تک مستقل طور پر باجماعت نہیں ہوا کا مطلب یہی ہے کہ تسلسل سے پورا مہینہ بھر باجماعت تراویح کا اہتمام اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا ورنہ اس سے پہلے متعدد مرتبہ گاہ بگاہ باجماعت تراویح کی ادائیگی ہو چکی جیسا کہ حدیث پاک کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ صحابہ کرام نے ابتداء میں تین یا چار راتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کی، پھر جماعت صحابہ نے خود حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بسا اوقات نماز تراویح پڑھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرما کر تحسین فرمائی، لیکن تسلسل کے ساتھ پورے رمضان میں باجماعت تراویح نہیں پڑھی گئی تھی۔

ساتویں روایت:-

عہد عثمانی میں بیس رکعات تراویح پر عمل

”عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضى الله عنه في شهر رمضان بعشرين ركعة قال وكانوا يقرءون بالمئين وكانوا يتوكتون على عصيهم في عهد عثمان بن عفان رضى الله عنه من شدة القيام“

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں بیس (20) رکعات تراویح پڑھتے، اور سو سو آیتوں والی سورتیں (جسے براءۃ، نحل، ہود وغیرہ) تلاوت کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں طویل قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔ (1)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) نے خلاصۃ الاحکام میں اس روایت کے صحیح ہونے کا ذکر کیا ہے:

رواہ البیہقی باسناد ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ)

صحیح نے اسے سند صحیح سے روایت کیا۔ (1)

اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری (متوفی 1014ھ) نے بھی مرقاة المفاتیح، میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فیصلہ کا ذکر فرمایا ہے۔ (2)

آٹھویں روایت:

بیس رکعات تراویح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حکم

امام بیہقی کی سنن کبریٰ اور امام بدرالدین عینی کی عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں حدیث پاک موجود ہے:

”عن ابی عبد الرحمن حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رضی اللہ عنہ (متوفی 74ھ)

السلمی عن علی رضی اللہ عنہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ

عنه دعا القراء فی رمضان آپ نے ماہ رمضان میں حفاظ کرام کو بلوایا اور ان

فامر منهم رجلا یصلی میں سے ایک صاحب کو حکم فرمایا کہ بیس (20)

بالناس عشرين رکعة رکعات تراویح پڑھائیں۔ (3)

نویں روایت:

پانچ ترویحات، بیس رکعات پڑھانے کا حکم

مصنف ابن ابی شیبہ، امام بیہقی کی سنن کبریٰ، اور امام علی المتقی کی کنز العمال وغیرہ میں حدیث پاک مذکور ہے:

عن ابی الحسن ان علی حضرت ابو الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے ایک صاحب کو

عنه أمر رجلاً أن یصلی حکم فرمایا کہ لوگوں کو پانچ ترویحات یعنی بیس

بالناس خمس ترویحات رکعات پڑھائیں۔ (1)

عشرين رکعة۔

مذکورہ بالا حدیث کی سند کے راوی عمرو بن قیس کے بارے میں علامہ ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ نے الجوہر النقی میں رقم فرمایا:

”وعمر بن قیس“ اظنہ ”عمر بن قیس“ سے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ ”عمر بن قیس ملائی“ ہیں، امام احمد، حضرت یحییٰ، حضرت

الملائئ وثقه احمد و ابو حاتم، حضرت ابو زرعة و دیگر ائمہ محدثین نے

یحییٰ و ابو حاتم و ابو زرعة وغیرہم . انہیں ثقہ و معتبر کہا ہے۔ (1)

ابو زرعة وغیرہم .

خلفاء راشدین کی سنت پر عمل ناگزیر

ذخائر حدیث کی ان معتمد و مستند کتابوں سے ثابت ہوا کہ بیس (20) رکعات تراویح پر نہ صرف خلفاء ثلاثہ کا عمل رہا، بلکہ وہ اس بات کا حکم بھی

دیا کرتے کہ تراویح بیس (20) رکعات پڑھائی جائے، اسلامی قانون میں خلفاء راشدین کی سنت کا مستقل مقام و مرتبہ ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان حضرات کی سنت کو اختیار کرنے کا تاکید حکم فرمایا، ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہے:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ  
الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا  
عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ .  
میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی  
سنت لازم کرلو اور اسے مضبوطی کے ساتھ  
تھام لو۔ (2)

محدث دکن ابوالحسنات حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1384ھ) فرماتے ہیں:  
ان مجموع عشرین رکعة  
فی التراویح سنة مؤکدة  
لانه مما واطب عليه الخلفاء  
وقد سبق ان سنة الخلفاء  
ایضاً لازم الاتباع وتارکھا آثم .  
نماز تراویح میں مکمل بیس رکعتیں سنت مؤکدہ  
ہیں کیونکہ یہ ان اعمال میں سے ہے جن پر  
خلفائے راشدین نے موافقت کی ہے، اور  
سابق میں گزر چکا کہ خلفائے راشدین کی  
سنت بھی لازم الاتباع ہے اور اسے ترک  
کرنے والا گناہگار ہے۔ (1)

خلفاء راشدین کے ساتھ دیگر صحابہ کرام و تابعین عظام بھی بیس (20) رکعات تراویح کا اہتمام کیا کرتے تھے، ذیل میں اسی سے متعلق چند روایات پیش کی  
جاری ہیں۔

دسویں روایت:-

بیس رکعات تراویح پر دیگر صحابہ کرام کا عمل  
بیس رکعات تراویح مدینہ منورہ میں:  
مصنف ابن ابی شیبہ میں حدیث پاک ہے

”عن عبدالعزیز بن رفیع  
قال کان ابی بن کعب  
یصلی بالناس فی  
رمضان بالمدينة  
عشرین رکعة ویوتر  
بثلاث“  
حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ  
(متوفی 130ھ) سے روایت ہے، انہوں  
نے فرمایا: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ماہ  
رمضان میں مدینہ شریف میں بیس (20)  
رکعات تراویح کی امامت فرماتے اور تین  
رکعات وتر پڑھاتے۔ (2)

گیارہویں روایت:-

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل

عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اعمش کے حوالہ سے ایک روایت ذکر کی ہے، جس میں واضح طور پر مذکور ہے  
کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس (20) رکعات تراویح پڑھایا کرتے:



عن الأعمش عن  
زيد بن وهب قال كان  
عبد الله بن مسعود  
يصلی لنا فی شهر  
رمضان. قال الأعمش  
كان یصلی عشرين  
ركعة ویوتر بثلاث.

### بیس رکعات تراویح پر تمام صحابہ کرام کا اتفاق

وفی المغنی عن علی أنه  
أمر رجلاً أن یصلی بهم  
فی رمضان بعشرين  
ركعة قال وهذا  
کالا جماع.

صاحب تبیین الحقائق علامہ فخر الدین عثمان بن علی زلیعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 743ھ) فرماتے ہیں:

ولنا ماروی البیهقی  
باسناد صحیح انهم  
كانوا یقومون علی  
عهد عمر رضی اللہ  
عنه بعشرين ركعة  
وعلی عهد عثمان  
وعلی مثلہ فصار  
اجماعاً.

اور ہماری دلیل وہ روایت ہے جسے امام بیہقی رحمۃ  
اللہ علیہ (متوفی 458ھ) نے صحیح سند کے ساتھ  
بیان کیا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تراویح  
بیس رکعات ادا کیا کرتے، اور اسی طرح حضرت  
عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ  
عنہ کے دور خلافت میں عمل جاری رہا اور (بیس  
رکعات تراویح پر) صحابہ کرام کا اجماع

ہو گیا۔ (1)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری (متوفی 1014ھ) نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرمایا ہے:

لكن أجمع الصحابة علی أن  
التراویح عشرون ركعة.  
بہر حال صحابہ کرام نے نماز تراویح بیس (20)  
رکعات ہونے پر اجماع و اتفاق کیا ہے۔ (2)

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ (متوفی 148ھ) سے  
روایت ہے وہ حضرت زید بن وهب رضی اللہ عنہ  
(متوفی 183ھ) سے روایت کرتے ہیں: آپ نے  
فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ماہ  
رمضان میں ہماری امامت فرماتے اور حضرت اعمش  
فرماتے ہیں کہ آپ بیس (20) رکعات تراویح اور  
تین رکعات وتر پڑھاتے۔ (1)

وفى اتفاق الصحابة رضوان  
 الله عليهم على تقدير  
 التراويح بعشرين ركعة دليل  
 على أن الواجبات فى اليوم  
 واللييلة عشرون ركعة وذلك  
 لا يكون الا اذا كان الوتر  
 واجباً.

تراويح کی بیس رکعات پر صحابہ  
 کرام رضی اللہ عنہم کا متفق  
 ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ دن  
 رات میں فرض و واجب نمازیں  
 بیس رکعات ہیں اور یہ تعداد اسی  
 وقت ہوگی جب کہ وتر کو واجب  
 قرار دیا جائے۔ (1)

## بیس رکعات میں کسی صحابی کا اختلاف نہیں

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 587) بدائع الصنائع میں رقمطراز ہیں:

”وأما قدرها فعشرون ركعة، وهذا  
 قول عامة العلماء..... والصحيح  
 قول العامة لما روى ان عمر رضى  
 الله عنه جمع أصحاب رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم فى شهر  
 رمضان على ابى ابن كعب  
 تراويح تو بیس رکعات ہی ہیں، یہ اکثر  
 علماء کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ سیدنا  
 عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ماہ رمضان  
 میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت ابی  
 بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کیا

فصلی بهم فى كل ليلة  
 عشرين ركعة ولم ينكر  
 عليه أحد فيكون إجماعاً  
 على ذلك۔

تو انہوں نے صحابہ کو ہر رات بیس رکعات  
 تراويح پڑھائیں اور کسی نے بیس  
 رکعات پر اعتراض نہیں کیا، اس طرح  
 صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہو گیا۔ (1)

## بیس رکعات پر مہاجرین و انصار کا اتفاق، علامہ ابن تیمیہ کی صراحت

علامہ ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) نے مجموع الفتاوی میں لکھا ہے:

قد ثبت ان ابی بن کعب  
 كان يقوم بالناس عشرين  
 ركعة في قيام رمضان  
 ويوتر بثلاث فرأى كثير  
 من العلماء ان ذلك  
 هو السنة لانه اقامه بين  
 المهاجرين والانصار ولم  
 ينكره منكر .

یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت  
 ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں  
 بیس رکعات کی امامت فرماتے اور تین  
 رکعات وتر پڑھاتے، لہذا بہت سارے  
 علماء کی رائے ہے کہ یہی سنت ہے، کیونکہ  
 حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ عمل  
 مهاجرین و انصار کی موجودگی میں کیا اور کسی  
 نے اس کا انکار نہیں کیا۔ (2)

نیز شیخ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے:

وهو الذي يعمل به اكثر المسلمين  
 بیس رکعات تراویح پر اکثر مسلمانوں کا عمل ہے۔ (3)

وزارة الاوقاف کویت کی جانب سے ترتیب کردہ فقہ اسلامی کے انسائیکلو پیڈیا الموسوعة الفقهية الكويتية میں مذکور ہے:

وقال الدسوقي وغيره  
 كان عليه عمل  
 الصحابة والتابعين  
 علامہ دسوقی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے  
 کہا ہے: بیس رکعات تراویح پر صحابہ و تابعین کا  
 عمل رہا ہے۔ (1)

الفقه الاسلامی وادلتہ میں مذہب احناف کے تحت مرقوم ہے:

التراويح سنة..... وعدد ركعاتها  
 عشرون ركعة ، تؤدى ركعتين  
 ركعتين ، يجلس بينهما ، مقدار  
 الترويحة ، بعشر تسليمات ثم  
 يوتر بعدها ، ولا يصلي الوتر  
 بجماعة في غير شهر رمضان ،  
 ودليلهم على العدد فعل عمر  
 رضي الله عنه ..... حيث انه جمع  
 الناس أخيراً على هذا العدد في  
 المسجد ، ووافقه الصحابة على  
 ذلك ، ولم يخالفهم بعد  
 الراشدين مخالف .

تراویح سنت ہے اور اسکی بیس رکعتیں ہیں،  
 جو دو دو رکعات کے طور پر دس سلام کے  
 ساتھ ادا کی جائیں گی، اس کے بعد و تراویح  
 کی جائیگی، رمضان کے علاوہ مہینوں میں  
 وتر باجماعت ادا نہیں کی جاسکتی اور حضرت  
 عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بیس رکعات تراویح  
 پر دلیل ہے کہ آپ نے اخیر میں مسجد نبوی  
 شریف میں بیس رکعات پر لوگوں کو جمع  
 فرمادیا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے  
 اس پر آپ کے ساتھ اتفاق فرمایا اور خلفاء  
 راشدین کے بعد بھی کسی نے ان کی  
 مخالفت نہیں کی۔ (2)

بیس رکعات تراویح پر تابعین کا عمل

پہلی روایت:

عن عبد الله بن قيس      حضرت عبد الله بن قيس رضی اللہ عنہ حضرت  
عن شتير بن شكل انه      شتير بن شكل رضی اللہ عنہ (متوفی 69ھ) سے  
كان يصلى في رمضان      روایت کرتے ہیں کہ وہ ماہ رمضان میں بیس  
عشرين ركعة والوتر.      رکعات تراویح اور نماز وتر پڑھتے تھے۔ (1)

حضرت شتير بن شكل کی روایتیں صحیح بخاری کے علاوہ بقیہ پانچوں صحیح کتب میں موجود ہیں، نیز امام بخاری نے الادب المفرد میں آپ سے روایت کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) نے تہذیب التہذیب میں حضرت شتير بن شكل رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے:

قال النسائي ثقة وذكره      امام نسائی نے کہا: حضرت شتير بن شكل رضی اللہ عنہ  
ابن حبان في الثقات      معتمد علیہ اور ثقہ ہیں، ابن حبان نے آپ کو ثقہ و معتبر  
وقال ابن سعد..... وكان      راویوں میں درج کیا ہے، ابن سعد نے کہا کہ آپ  
ثقة قليل الحديث وقال      قابل استدلال ہیں اور کم روایت کرنے والے ہیں،  
العجلي ثقة من أصحاب      عجلی کہتے ہیں کہ آپ معتمد علیہ راوی اور حضرت عبد اللہ  
عبد الله.      بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ (2)

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاصابة فی معرفة الصحابة میں لکھا ہے:

شتير بن شكل العبسي تابعي      حضرت شتير بن شكل عسبی مشہور تابعی ہیں،  
مشهور ذكر ابو موسى      ابو موسیٰ مدینی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے  
المديني انه ادرك النبي      حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ  
صلى الله عليه وسلم.      پایا ہے۔ (1)

حضرت سويد بن غفله رضی اللہ عنہ کا عمل بیس رکعات تراویح پر

دوسری روایت:

امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں روایت نقل کی ہے کہ جلیل القدر تابعی حضرت سويد بن غفله رضی اللہ عنہ (متوفی 81ھ) بیس رکعات تراویح پڑھتے چنانچہ روایت ہے:

”أخبرنا ابو الخصيب قال      حضرت ابو الخصيب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں  
كان يؤمنا سويد بن غفلة      حضرت سويد بن غفله رضی اللہ عنہ ہماری  
في رمضان فيصلی خمس      امامت فرماتے اور پانچ ترویجات یعنی بیس  
ترويعات عشرين ركعة“      رکعات تراویح پڑھتے۔ (2)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وفی ذلک قوۃ

اس روایت کی سند قوی ہے۔ (1)

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف نہ ہو سکے، وہ جاہلیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شریک تجارت رہے، جس دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو روضہ اقدس میں رکھا گیا اسی دن مدینہ طیبہ آئے، انہوں نے ایک سو پچیس سال کی عمر پا کر حجاج بن یوسف کے زمانہ میں 81ھ میں وفات پائی۔

(2)

تیسری روایت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت حارث ہمدانی رضی اللہ عنہ (متوفی 65ھ) سے روایت ہے:

”عن الحارث انه كان يؤم حضرت حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

الناس فی رمضان باللیل ماہ رمضان کی رات میں بیس رکعات تراویح کی

بعشرین رکعة ویوتر بثلاث امامت فرماتے، تین رکعات وتر پڑھاتے اور

ویقنت قبل الرکوع رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔ (3)

حضرت حارث بن عبداللہ ہمدانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں جن کی روایتیں صحیحین کے سوا کتب اربعہ میں موجود ہیں۔

حضرت ابوالختری رضی اللہ عنہ بیس رکعات تراویح کی امامت فرماتے

چوتھی روایت:

”عن ابی البختری انه كان حضرت ابوالختری رضی اللہ عنہ (متوفی 83ھ) سے

یصلی خمس ترویحات روایت ہے کہ وہ ماہ رمضان میں پانچ ترویحات (بیس

فی رمضان ویوتر بثلاث رکعات) پڑھتے اور تین رکعات وتر ادا کرتے۔ (1)

حضرت ابوالختری سعید بن فیروز جلیل القدر تابعی ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لسان المیزان میں لکھا ہے کہ ابوزرعہ اور ابن معین نے آپ کو

ثقة معتبر قرار دیا ہے۔ (2)

بیس رکعات تراویح، حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کی گواہی

پانچویں روایت:

”عن عطاء قال ادرکت حضرت عطاء رضی اللہ عنہ (متوفی 114ھ) سے

الناس وہم یصلون ثلاثة روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے لوگوں

وعشرین رکعة بالوتر کو (بیس رکعات تراویح، تین رکعات وتر) جملہ

تیسریں رکعات پڑھتے ہوئے پایا۔ (3)

حضرت عطاء بن ابی رباح جلیل القدر تابعی ہیں، طبقہ تابعین کے بلند رتبہ، فقہات شہر حضرات میں شمار کئے جاتے ہیں، آپ کا وصال 114ھ میں

ہوا، کئی ایک صحابہ کرام سے آپ کو لقاء حاصل ہے، وہ حضرات جنہیں حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات تراویح پڑھتے ہوئے پایا، صحابہ

کرام اور کبار تابعین ہیں۔

## بیس رکعات تراویح ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ کا عمل چھٹی روایت:

عن نافع مولى ابن عمر قال  
كان ابن ابى مليكة يصلى  
بنا فى رمضان عشرين  
ركعة ويقرأ بسورة  
الملائكة فى ركعة.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ  
غلام حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،  
انہوں نے فرمایا: حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ  
عنہ (متوفی 117ھ) ہمیں ماہ رمضان میں بیس  
رکعات پڑھاتے تھے اور ایک رکعت میں سورہ  
ملائکہ (فاطر) کی مقدار تلاوت فرماتے۔ (1)

## بیس رکعات تراویح حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ساتویں روایت:

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عن سعيد بن عبيد أن  
على بن ربيعة كان يصلى  
بهم فى رمضان خمس  
ترويحات ويوتر بثلاث.

حضرت سعید بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں  
اہل اسلام کو پانچ ترویحات (بیس رکعات) پڑھایا  
کرتے اور تین رکعات وتر پڑھاتے۔ (2)

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں، محدث ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ  
معتبر راوی اور معروف تابعی ہیں، حضرت علی، حضرت زید بن ارقم اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں۔ (1)

امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے کہ علی بن ربیعہ علماء اعلام میں شامل ہیں، آپ کی روایتیں حضرت علی، حضرت اسماء بن حکم، حضرت مغیرہ بن شعبہ  
اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے موجود ہیں، یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ثقہ اور مستند راوی قرار دیا۔ (2)

آٹھویں روایت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاذ محدث عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 211ھ) جن کی 2496 روایتیں صحاح ستہ کے بشمول مسند  
امام احمد اور سنن دارقطنی میں موجود ہیں، آپ اپنی مصنف میں سند کے ساتھ بیان فرماتے ہیں:

عبدالرزاق عن الثوري  
عن اسماعيل بن  
عبد الملك قال: كان  
سعيد بن جبير يؤمنافي  
شهر رمضان، فكان  
يقرأ بالقراءتين جميعاً،  
يقرأ ليلة بقراءة ابن  
مسعود فكان يصلی  
خمس ترويعات.

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان  
ثوری سے اور آپ نے حضرت اسماعیل بن  
عبد الملك سے روایت فرمائی کہ حضرت سعید  
بن جبیر رضی اللہ عنہ (متوفی 95ھ) ماہ رمضان  
المبارک میں ہماری امامت فرماتے اور دو  
طریقوں سے قراءت کرتے، ایک رات  
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریقہ  
کے مطابق قراءت کرتے اور پانچ ترويعات  
میں (20) رکعات ادا کیا کرتے۔ (1)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فقہاء تابعین سے ہیں، جن کی روایتیں صحاح ستہ میں موجود ہیں، امام سیوطی نے طبقات الحفاظ میں لکھا ہے:

كان ابن عباس اذا اتاه اهل  
الكوفة يستفتونه، يقول:  
اليس فيكم ابن ام الدهماء  
يعنيه. وقال عمرو بن  
ميمون عن ابيه لقد مات  
سعيد بن جبير وما على  
ظهر الارض احد الا  
وهو محتاج الى علمه.

جب اہل کوفہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ  
عنہما کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کے لئے  
حاضر ہوتے تو آپ فرماتے: کیا تم میں ابن ام  
الدہماء یعنی سعید بن جبیر نہیں! اور حضرت عمرو  
بن ميمون اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ  
یقیناً سعید بن جبیر کا وصال ہوا اور روئے زمین  
پر کوئی ایسا شخص موجود نہیں کہ جسے آپ کے علم کی  
ضرورت نہ ہو۔ (2)

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں بطور نمونہ چند تابعین عظام کے اسماء گرامی درج کئے ہیں جو بیس رکعات تراویح کے  
قائل ہیں:

واما القائلون به من  
التابعين فشتير بن شكل،  
وابن أبي مليكة،  
والحارث الهمداني،  
وعطاء بن ابي رباح،  
وابو البختري وسعيد بن  
أبي الحسن البصري  
أخو الحسن،  
وعبدالرحمن ابن ابي  
بكر، وعمران العبدی .

اب رہا تابعین کرام میں جو حضرات بیس (20)  
رکعات تراویح کے قائل ہیں ان کے اسماء گرامی درج  
ذیل ہیں: حضرت شتیر بن شکل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت  
ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حارث ہمدانی رحمۃ  
اللہ علیہ، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ،  
حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حسن  
بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت سعید بن ابو  
الحسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رحمۃ  
اللہ علیہ اور حضرت عمران عبدی رحمۃ اللہ علیہ۔ (1)

رکعات ادا کرتے ہوئے دیکھا، جو ظاہر ہے صحابہ کرام یا کبار تابعین ہیں۔

تابعین عظام وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے براہ راست صحابہ کرام سے استفادہ کیا، ان کے ذریعہ علوم نبوت سے سیراب ہوئے، اُن کے معمولات کو راست اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور اسی کے مطابق عمل کرتے رہے۔ کسی حق پسند اور حق پر عمل کرنے والے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک، صحابہ کرام و تابعین عظام کا عمل کافی ہے۔

## ﴿.....باب دوم.....﴾

### جمہور علماء، فقہاء احناف، شوافع اور حنابلہ کا عمل پہلی دلیل:

بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور اسی پر تابعین، جمہور علماء، اہل کوفہ، شوافع اور فقہاء کرام کی ایک بڑی جماعت کا عمل ہے، جیسا کہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

وقال ابن عبد البر وهو	علامہ ابن عبد البر علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ
قول جمهور العلماء وبه	(بیس رکعات تراویح) یہی تمام علماء کا قول
قال الكوفيون والشافعي	ہے اور تمام اہل کوفہ کا یہی مذہب ہے، امام
وأكثر الفقهاء	شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر فقہاء کرام نے
وهو الصحيح.	یہی کہا ہے اور یہی درست بات ہے۔ (1)

### دوسری دلیل:

شارح صحیح بخاری، صاحب عمدۃ القاری علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 855ھ) رقمطراز ہیں:



واحتج أصحابنا  
والشافعية والحنابلة  
بما رواه البيهقي  
باسناد صحيح عن  
السائب بن يزيد  
الصحابي قال كانوا  
يقومون على عهد  
عمر رضي الله تعالى  
عنه بعشرين ركعة  
وعلى عهد عثمان  
وعلى رضي الله تعالى  
عنهما مثله .

ائمہ حنفیہ، ائمہ شافعیہ وائمہ حنابلہ نے بیس  
(20) رکعات تراویح پر اس حدیث شریف  
کو دلیل بنایا جسے امام بیہقی نے اپنی سند صحیح  
کے ساتھ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے  
روایت کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ صحابہ کرام  
اور تابعین عظام حضرت عمر فاروق رضی اللہ  
عنہ کے عہد مبارک میں، بیس رکعات تراویح  
پڑھا کرتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ  
عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ  
خلافت میں اسی طرح (بیس رکعات تراویح)  
پڑھا کرتے تھے۔ (1)

ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ایک قول کے مطابق امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے کہ نماز تراویح بیس رکعات ہی  
ہیں، جبکہ امام مالک کا ایک اور قول 20 رکعات تراویح اور 11 رکعات نفل کا ہے یعنی جملہ چھتیس رکعات جس میں تراویح بہر حال 20 رکعات ہی ہوتے ہیں۔  
تیسری دلیل:

علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 970ھ) البحر الرائق میں تحریر فرماتے ہیں: نماز تراویح کی بیس رکعات ہیں، جمہور فقہاء کا قول یہی  
ہے اور مشرق و مغرب میں مسلمانوں کا عمل اسی پر ہے ”وعليه عمل الناس شرقا وغربا“۔ (1)  
چوتھی دلیل:

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 595ھ) نے بدایۃ المجتہد میں بیس رکعات تراویح سے متعلق ائمہ اربعہ کا مذہب نقل فرمایا:

فاختار مالک في احد  
قوليه وابو حنيفة  
والشافعي واحمد  
وداود القيام بعشرين  
ركعة سوى الوتر .

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک قول کے مطابق  
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ  
علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام داود  
رحمۃ اللہ علیہ نے بیس رکعات (تراویح) کو اختیار  
کیا ہے۔ (2)

بیس رکعات تراویح حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی صراحت

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ، الغنیۃ لطالبی طریق الحق میں رقمطراز ہیں:

وهی عشرون ركعة . نماز تراویح بیس رکعات ہیں۔ (3)

بیس رکعات تراویح، ائمہ امت کا فیصلہ

علامہ شمس رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”وہی عشرون رکعة“ ”ای  
عندنا وبہ قال الشافعی  
واحمد ونقلہ القاضي عیاض  
عن جمهور الفقهاء“۔  
نماز تراویح ہمارے (احناف کے) پاس بیس  
رکعات ہیں اور یہی امام شافعی و امام احمد بن حنبل  
رحمہما اللہ کا مذہب ہے، علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ  
اللہ علیہ نے جمہور فقہاء سے بیس رکعات ہی نقل  
کیا۔ (1)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1252ھ) نے لکھا ہے:

(قوله وہی عشرون رکعة)  
هو قول الجمهور وعليه  
عمل الناس شرقا وغرباً.  
تراویح بیس رکعات ہیں، جمہور فقہاء کا یہی  
مذہب ہے اور اسی پر مشرق و مغرب کے اہل  
اسلام کا عمل ہے۔ (2)

موسوع فقہیہ کویتیہ میں جمہور فقہاء اسلام کے مذہب سے متعلق یوں مذکور ہے:

فذهب جمهور الفقهاء من الحنفية،  
والشافعية، والحنابلة، وبعض المالكية  
الى أن التراويح عشرون ركعة.  
جمہور فقہاء احناف، شوافع، حنابلہ  
اور بعض مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ  
تراویح بیس رکعات ہیں۔ (3)

موسوع فقہیہ میں علامہ علی سنہوری کی عبارت مذکور ہے:

وقال على السنهوري: هو الذي  
عليه عمل الناس واستمر الى  
زماننا في سائر الامصار.  
علامہ علی سنہوری نے فرمایا: اس پر لوگوں کا  
عمل ہے اور آج تک یہی عمل تمام شہروں  
میں تواتر کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ (4)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیس رکعات تراویح سے متعلق جمہور علماء کا مذہب بیان فرماتے ہیں:

واكثر اهل العلم على  
ماروى عن عمر و على  
وغيرهما من اصحاب  
النبي صلى الله عليه وسلم  
عشرين ركعة. وهو قول  
سفيان الثوري وابن  
المبارك والشافعي.  
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت علی  
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی  
اللہ عنہم کی روایات کی بنیاد پر جمہور علماء  
کرام کا فیصلہ یہ ہے کہ تراویح بیس  
رکعات ہیں۔ اور یہی قول حضرت سفیان  
ثوری، حضرت عبداللہ بن مبارک اور امام  
شافعی رحمہم اللہ کا ہے۔ (1)

اہل مکہ کا عمل، امام شافعی کا بیان

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا:

وقال الشافعي: وهكذا  
ادرکت ببلدنا بمكة یصلون  
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح  
میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ والوں کو پایا کہ وہ  
بیس رکعات تراویح ادا کرتے ہیں۔ (2)

## بیس رکعات تراویح، اہل کوفہ کا عمل

شارح صحیح بخاری امام ابن بطل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 449ھ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وروی مثله عن عمر  
بن الخطاب و علی  
بن ابی طالب و ابی  
بن کعب، وبہ قال  
الکوفیون  
والشافعی.

اور اسی طرح بیس رکعات تراویح کی روایت حضرت  
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ  
عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی  
ہے، اہل کوفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی  
کہا ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔ (1)

مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آثار کے سلسلہ میں اہل مدینہ کا عمل گزر چکا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ مدینہ طیبہ میں بیس رکعات پڑھایا کرتے تھے۔ (2)

## بیس رکعات تراویح، فقہاء احناف کا مسلک

پہلی دلیل:

حضرت شمس الانامہ نحسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 483ھ) نے مبسوط میں تحریر فرمایا:  
فانھا عشرون رکعة سوی  
الوتر عندنا.

ہمارے پاس نماز تراویح وتر کے علاوہ، بیس  
رکعات ہیں۔ (3)

دوسری دلیل:

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 587ھ) فرماتے ہیں:  
وأما قدرها فعشرون رکعة فی  
عشر تسلیمات، فی خمس  
ترویحات کل تسلیمتین  
ترویحة وهذا قول عامة العلماء.

نماز تراویح کی رکعتیں دس سلام کے ساتھ پانچ  
ترویحات (بیس رکعات) ہیں، دو سلام کے  
ساتھ چار رکعات ایک ترویجہ کہلاتی ہے  
، جمہور اہل علم کا یہی قول ہے۔ (1)

تیسری دلیل:

امام عبداللہ بن احمد نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 710ھ) فرماتے ہیں:  
وسن فی رمضان عشرون رکعة.

ماہ رمضان میں بیس رکعات تراویح مسنون ہیں۔ (2)

چوتھی دلیل:

امام زیلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 743ھ) تحریر فرماتے ہیں:

(قوله وهى عشرون ركعة)  
أى عندنا وبه قال الشافعي  
وأحمد ونقله القاضي  
عياض عن جمهور العلماء.  
نماز تراویح ہمارے مسلک میں بیس رکعات ہیں  
اور امام شافعی و امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہما نے  
بھی یہی فرمایا ہے، علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ  
علیہ نے جمہور علماء سے یہی نقل کیا ہے۔ (3)

پانچویں دلیل:-

علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 970ھ) نے البحر الرائق میں تحریر فرمایا ہے:

وقوله عشرون ركعة بيان  
لكميتها وهو قول  
الجمهور لما فى الموطا  
عن يزيد بن رومان قال  
كان الناس يقومون فى زمن  
عمر بن الخطاب بثلاث  
وعشرين ركعة وعليه  
عمل الناس شرقا وغرباً.  
جمہور فقہاء کا قول یہی ہے کہ تراویح بیس  
رکعات ہیں، (یہ تراویح کی تعداد کا بیان  
ہے) جیسا کہ موطا امام مالک میں یزید بن  
رومان رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے کہ  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں  
لوگ تینیس رکعات، (بیس رکعات تراویح  
اور تین رکعات وتر) پڑھتے تھے، اسی پر مشرق  
و مغرب میں مسلمانوں کا عمل ہے۔ (1)

چھٹی دلیل:

فتاویٰ عالمگیری میں تراویح کے بیان کے تحت مرقوم ہے:

وهى خمس ترويحيات كل  
ترويحة أربع ركعات بتسليمتين  
كذا فى السراجية ولو زاد على  
خمس ترويحيات بالجماعة  
يكره عندنا. هكذا فى الخلاصة.  
نماز تراویح پانچ ترویحات ہیں، ہر  
ترویجہ میں چار رکعات ہیں جو دو سلام  
سے ادا کی جاتی ہیں، اگر جماعت کے  
ساتھ پانچ ترویحات سے زیادہ پڑھیں  
تو ہمارے پاس مکروہ ہے۔ (2)

ساتویں دلیل:

علامہ عبدالرحمن محمد معروف بہ شیخ زادہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1074ھ) نے مجمع الأنهر میں تحریر فرمایا کہ وتر کے علاوہ نماز تراویح بیس

(20) رکعات ہیں:

(عشرون ركعة) سوى الوتر. (1)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت

آٹھویں دلیل:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1176ھ) حجۃ اللہ البالغۃ میں رکعات تراویح کی تعداد سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

وعددہ عشرون رکعة رکعات تراویح کی تعداد بیس ہے۔ (2)

نویں دلیل:

علامہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار میں لکھا ہے: نماز تراویح بیس (20) رکعات ہیں، دو دو رکعات کر کے بیس رکعات ادا کرنا اور ہر چار رکعات کے درمیان وقفہ دینا مسنون ہے

(وہی عشرون رکعة (بعشر تسلیمات) (3))

دسویں دلیل:

اس سلسلہ میں علامہ ابن عابدین شامی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1252ھ) تحریر فرماتے ہیں:

ولا یخفی أن الرواتب وان کملت أيضا الا أن هذا الشهر لمزید کماله زید فیہ هذا المکمل فتکمل.

یہ بات پوشیدہ نہیں کہ فرائض کے ساتھ والی سنتیں اگرچہ کامل ہوتی ہیں، لیکن یہ مہینہ چونکہ حد درجہ کمال کا ہے، اسی لئے اس میں مزید کمال پیدا کرنے والی سنتوں کا اضافہ کیا گیا، تاکہ یہ زیادہ کمال والی ہو جائیں۔ (1)

بیس رکعات تراویح محققہ لکیمیں

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 595ھ) بدایۃ المجتہد میں تحریر فرماتے ہیں:

فاختار مالک فی أحد قولیه وأبو حنیفة والشافعی وأحمد وداود القیام بعشرین رکعة سوی الوتر.

ایک قول کے مطابق امام مالک اور امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داود رحمہم اللہ نے وتر کے سوا بیس رکعات تراویح پڑھنے کو اختیار کیا ہے۔ (2)

بیس رکعات تراویح فقہ شافعی میں

پہلی دلیل:

علامہ ابن حجر مہتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 973ھ) اپنی کتاب المنہاج القویم میں رقمطراز ہیں:

وتعيين كونها عشرين جاء  
 في حديث ضعيف ، لكن  
 اجمع عليه الصحابة رضوان  
 الله عليهم اجمعين .  
 بیس رکعات تراویح کا تعین گو کہ ضعیف حدیث  
 میں آیا ہے ، تاہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم  
 اجمعین نے بیس رکعات تراویح پر اجماع  
 و اتفاق کیا ہے۔ (1)

دوسری دلیل:

علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف اندلسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 474ھ) نے اپنی کتاب المنتقى شرح المؤطا میں لکھا ہے:

واختار الشافعی  
 عشرين ركعة غير  
 الوتر على حديث  
 يزيد بن رومان  
 امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یزید  
 بن رومان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے  
 استدلال کرتے ہوئے وتر کے علاوہ  
 تراویح بیس (20) رکعات کہا ہے۔ (2)

بیس رکعات تراویح فقہ حنبلی میں

علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 620ھ) نے اپنی کتاب الکافی میں تحریر فرمایا ہے:

فالسنة أن يصلي بهم عشرين  
 ركعة في الجماعة لذلك ،  
 ويوتر الامام بهم بثلاث ركعات .  
 سنت یہ ہے کہ تراویح بیس رکعات  
 جماعت کے ساتھ ادا کی جائے اور امام تین  
 رکعات وتر کی بھی امامت کرے۔ (3)

چھتیس رکعات اہل مدینہ کی خصوصیت

قال الشافعية : ولأهل  
المدينة فعلها ستا وثلاثين ،  
لأن العشرين خمس  
ترويحات ، وكان أهل مكة  
يطوفون بين كل ترويحيتين  
سبعة اشواط ، فحمل أهل  
المدينة بدل كل اسبوع  
ترويحة ليساؤهم ، قال  
الشيخان : ولا يجوز ذلك  
لغيرهم ، وهو الأصح  
كما قال الرملي لأن لأهل  
المدينة شرفاً بهجرته صلى  
الله عليه وسلم ومدفنه .

فقہاء شافعیہ فرماتے ہیں: اہل مدینہ چھتیس  
رکعتیں ادا کرتے، بیس رکعات تراویح چونکہ پانچ  
ترویحات ہیں اور اہل مکہ ہر دو ترویحات کے  
درمیان طواف کرتے تو اہل مدینہ ہر طواف کے  
بدلہ چار رکعات پر مشتمل ایک ترویجہ ادا کرنے  
لگے، تاکہ وہ عمل میں اہل مکہ کے برابر ہو جائیں  
اور حضرات شیخین نے فرمایا کہ یہ اہل مدینہ کے  
سوا دوسروں کے لئے درست نہیں، یہی قول رائج  
ہے، جیسا کہ علامہ ربلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:  
چونکہ مدینہ طیبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی  
جائے ہجرت اور اس میں آپ کا روضہ اطہر ہونے  
کے سبب اہل مدینہ کو دوسروں کے بالمقابل  
خصوصی شرف حاصل ہے۔ (1)

صحیح احادیث شریفہ سے ثابت ہو چکا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بیس رکعات نماز تراویح ادا  
کرتے تھے اور ان تین خلفاء راشدین کے مبارک زمانہ میں اہل اسلام کا معمول یہی تھا، بلکہ بیس رکعات تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا، جیسا کہ ائمہ اعلام  
اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے معلوم ہوا، و نیز عموماً بلاد اسلام میں اور خصوصاً حرمین شریفین میں بھی بیس رکعات پر ہی عمل ہے۔

### بیس رکعات تراویح، عہد صحابہ سے پندرہویں صدی تک

مذکور الصدر احادیث شریفہ، آثار صحابہ، اقوال ائمہ اور فقہاء و محدثین کی تصریحات اور اعلام امت کی تعلیقات سے عیاں و آشکار ہو گیا کہ نماز تراویح  
بیس رکعات ہیں، اس کتاب میں ذکر کردہ ان حضرات صحابہ و تابعین، فقہاء و محدثین کے اسمائے گرامی سن واری بیان کئے جا رہے ہیں، جنہوں نے تراویح کے  
رکعتوں کی تعداد بیس (20) ہونے کی تصریح فرمائی ہے، تاکہ پتہ چلے کہ بیس (20) رکعات تراویح پر ہر صدی و زمانہ میں مسلسل عمل ہوتا رہا اور کبھی موقوف  
نہیں ہوا۔

”23ھ“

..... ﴿ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

”35ھ“

..... ﴿ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

”40ھ“

..... ﴿ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

”32ھ“

..... ﴿ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

”30ھ“

..... ﴿ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

”40ھ“

..... ﴿ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ

- ..... ﴿ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ”68ھ“
- ..... ﴿ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ ”80ھ“
- ..... ﴿ حضرت شثیر بن شکل عبسی کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”69ھ“
- ..... ﴿ حضرت حارث بن عبداللہ ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”65ھ“
- ..... ﴿ حضرت ابو عبد الرحمن عبداللہ بن حبیب کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”74ھ“
- ..... ﴿ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”81ھ“
- ..... ﴿ حضرت زید بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”83ھ“
- ..... ﴿ حضرت ابوالنضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”83ھ“
- ..... ﴿ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”95ھ“
- ..... ﴿ حضرت سعید بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”100ھ“
- ..... ﴿ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”110ھ“
- ..... ﴿ حضرت عطاء ابن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”114ھ“
- ..... ﴿ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”117ھ“
- ..... ﴿ حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”130ھ“
- ..... ﴿ حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”130ھ“
- ..... ﴿ حضرت ابوسعید یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”143ھ“
- ..... ﴿ حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”148ھ“
- ..... ﴿ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ”150ھ“
- ..... ﴿ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”159ھ“
- ..... ﴿ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”179ھ“
- ..... ﴿ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”181ھ“
- ..... ﴿ امام ابو عبد اللہ محمد بن ادريس شافعی رحمۃ اللہ علیہ ”204ھ“
- ..... ﴿ امام عبدالرزاق صنعانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”211ھ“
- ..... ﴿ امام ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ”235ھ“
- ..... ﴿ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”241ھ“
- ..... ﴿ امام ابو محمد عبد الحمید بن حمید رحمۃ اللہ علیہ ”249ھ“



- ..... ﴿ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”279ھ“
- ..... ﴿ امام محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ ”294ھ“
- ..... ﴿ امام جعفر بن محمد فریابی رحمۃ اللہ علیہ ”301ھ“
- ..... ﴿ امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ ”303ھ“
- ..... ﴿ امام سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”360ھ“
- ..... ﴿ امام ابوالحسن علی خلف ابن بطل رحمۃ اللہ علیہ ”449ھ“
- ..... ﴿ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ”458ھ“
- ..... ﴿ علامہ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ معروف بہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ ”463ھ“
- ..... ﴿ علامہ ابوالولید مالکی رحمۃ اللہ علیہ ”474ھ“
- ..... ﴿ شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد سرحسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”483ھ“
- ..... ﴿ علامہ قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی رحمۃ اللہ علیہ ”544ھ“
- ..... ﴿ حضرت غوث اعظم ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ”561ھ“
- ..... ﴿ ملک العلماء ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”587ھ“
- ..... ﴿ علامہ ابوالولید محمد بن احمد معروف بہ ابن رشد حنفی مالکی رحمۃ اللہ علیہ ”595ھ“
- ..... ﴿ علامہ مبارک بن محمد جزری معروف بہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ ”606ھ“
- ..... ﴿ علامہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ ”620ھ“
- ..... ﴿ امام ابو زکریا شرف الدین نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ”676ھ“
- ..... ﴿ امام ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”710ھ“
- ..... ﴿ علامہ تقی الدین ابن تیمیہ ”728ھ“
- ..... ﴿ امام ابو محمد عثمان بن علی زلیعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”743ھ“
- ..... ﴿ علامہ حافظ نور الدین علی بن ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ”807ھ“
- ..... ﴿ علامہ حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ”852ھ“
- ..... ﴿ علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”855ھ“
- ..... ﴿ علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد معروف بہ ابن ہام حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”861ھ“
- ..... ﴿ امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”911ھ“
- ..... ﴿ علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ ”942ھ“

..... ﴿ علامہ زین الدین بن ابراہیم معروف بہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”970ھ“

..... ﴿ علامہ ابوالعباس احمد بن محمد، ابن حجر مکی یتیمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ”973ھ“

..... ﴿ علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”975ھ“

..... ﴿ ملا علی بن سلطان محمد قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”1014ھ“

..... ﴿ علامہ عبدالرحمن محمد معروف بہ شیخ زادہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”1078ھ“

..... ﴿ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”1176ھ“

..... ﴿ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ”1252ھ“

..... ﴿ حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی حنفی محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ ”1384ھ“

..... ﴿ علامہ دکتور وہبہ زحیلی باحیات

خاتمۃ المحققین، صفوة المحدثین، زبدة العارفين حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری، محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ  
”متوفی 1384ھ“ نے اپنی معرکہ الآراء تصنیف زجاجة المصانح میں بیہقی، طبرانی، ابن ابی شیبہ، بغوی اور عبد بن حمید کے حوالہ سے روایات ذکر فرمائیں کہ نماز  
تراویح میں رکعات ہی ہیں۔

و نیز آپ نے بیہقی کے حوالہ سے درج ذیل روایت ذکر فرمائی ہے:

عن شبرمة و كان من	حضرت شبرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
اصحاب علی انه كان	جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، آپ
يؤمهم في رمضان فيصلي	ماہ رمضان میں پانچ ترویحات میں رکعات
خمس ترویحات.	پڑھایا کرتے تھے۔ (1)

## ﴿..... باب سوم .....﴾

### بیس رکعات کی مرفوع روایت پر اعتراض کے جوابات

بیس رکعات تراویح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت متعدد کتب  
حدیث کے حوالہ سے صفحہ (26) پر گزر چکی۔

جو حضرات آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں وہ اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند کے ایک راوی  
ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ضعیف ہیں، اس لئے اس روایت سے بیس رکعات تراویح پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ اس اعتراض کے جواب میں  
چند ضروری وضاحتیں پیش کی جاتی ہیں اسے بغور ملاحظہ کریں!

(1) حضرت ابوشیبہ کے بارے میں محدثین کے مختلف اقوال

بیس رکعات سے متعلق مرفوع روایت کی سند کے ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کے بارے میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے لیکن بعض محدثین نے ان کی تعدیل بھی کی ہے، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے ان سے روایت کی ہے، علامہ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الکمال میں راوی ابو شیبہ سے متعلق لکھا ہے:

وقال ابو احمد بن عدی له حضرت ابو احمد بن عدی نے کہا: ابوشیبہ کی کئی  
احادیث صالحة مستند روایتیں ہیں۔ (1)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے:

قال یزید بن ہارون ما قضی یزید بن ہارون نے کہا کہ اس زمانہ میں حضرت  
علی الناس رجل یعنی فی ابوشیبہ سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والے  
زمانہ اعدل قضاء منہ۔ کوئی عہدہ قضاء پر فائز نہیں ہوئے۔ (2)

ائمہ جرح و تعدیل کی وضاحت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوشیبہ اس درجہ ضعیف نہیں کہ ان کی روایتوں کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے، اسی وجہ سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

حالانکہ ابوشیبہ جد ابو بکر آن جبکہ محدث ابو بکر کے دادا حضرت ابوشیبہ  
قدر ضعف ندارد کہ روایت او اس قدر ضعیف نہیں کہ ان کی روایت کو  
مطروح مطلق ساخته می شود۔ مطلق ترک کر دیا جائے۔ (3)

## (2) بعد کے رواۃ کا ضعف امام اعظم کے استدلال پر اثر انداز نہیں

ابوشیبہ کی عدالت یا ضعف کی تحقیق ان حضرات کے لئے ضروری ہے جنہوں نے ابوشیبہ کے واسطہ سے یا ان کی سند سے مروی حدیث سے استدلال کیا۔ اگر بعض محدثین نے ابوشیبہ کو ضعیف کہا ہے تب بھی اس کی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال کمزور نہیں ہوتا کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رواۃ کے پانچویں طبقہ ”صغار تابعین“ میں شامل ہیں، آپ کا وصال 150ھ میں ہوا، جبکہ حضرت ابوشیبہ ساتویں طبقہ ”کبار اتباع تابعین“ میں شمار کئے جاتے ہیں، جن کا وصال 169ھ میں ہوا، اس سے عیاں ہوتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوشیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیشرو اور ان پر مقدم ہیں، یہ ایک واضح بات ہے کہ بعد کے زمانہ میں طاری ہونے والا ضعف پیشرو حضرات کے استدلال پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

جیسا کہ امام عبدالوہاب شعرائی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ان قیل بضعف شیء من اگر راویوں میں ضعف کی وجہ سے امام اعظم ابو  
ادلة مذهبہ فذلک حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی کسی دلیل کو  
الضعف انما هو بالنظر ضعیف کہا جائے تو یہ ضعف محض ان راویوں کے  
للارواة النازلین عن لحاظ سے ہے، جو امام اعظم کے بعد سند میں شامل

سندہ بعد موتہ۔ ہوتے ہیں۔ (1)

## (3) ضعیف حدیث تعدد طرق سے ”حسن الغیرہ“ ہوتی ہے

ائمہ جرح و تعدیل اور فنِ روایت و درایت کے ماہرین میں کسی امام اور ماہر فن نے اس روایت کو موضوع اور جھوٹی نہیں کہا، بلکہ ان حضرات نے ضعیف حدیث کے متعلق یہ وضاحت کی ہے کہ جب اس کی تائید میں دیگر روایات موجود ہوں تو اب وہ روایت ضعیف نہیں رہتی بلکہ ”حسن لغیرہ“ ہو جاتی ہے جو قابلِ عمل اور لائقِ اتباع ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1014ھ) نے تحریر کیا ہے:

وتعدد الطرق يبلغ الحديث اسناد کی کثرت ضعیف حدیث کو ”حسن“  
الضعیف الى حد الحسن. کے درجہ تک پہنچاتی ہے۔ (1)

علامہ زین الدین محمد عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1031ھ) نے ضعیف احادیث کے بارے میں لکھا ہے:

وهذه الاخبار وان فرض ضعفها جميعها  
اگران تمام احادیث شریفہ کا ضعیف ہونا فرض کر لیا جائے

لكن لا ينكر تقوى تب بھی اسناد کی کثرت اور راویوں کے تعدد کی  
الحديث الضعيف بكثرة بنیاد پر ضعیف حدیث، مضبوط و قوی قرار پاتی  
طرقه وتعدد مخرجيه الا ہے، اس حقیقت کا انکار فنِ حدیث سے  
جاهل بالصناعة الحديثية ناواقف شخص یا کوئی تعصب پسند مخالف ہی  
او معاند متعصب. کر سکتا ہے۔ (2)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1052ھ) نے اصول حدیث کے مقدمہ میں صراحت کی ہے:

والضعيف ان تعدد طرقه اگر ضعیف حدیث کی کئی سندیں ہوں جس سے  
وانجبر ضعفه يسمى حسنا اسکے ضعف کی پابجائی ہوتی ہو تو اسکو ”حسن  
لغیرہ. کہا جاتا ہے۔ (3)

#### (4) امت کا حدیث کو قبول کرنا، صحت حدیث کی علامت

بیس رکعات تراویح پر اقطاعِ عالم میں ہر زمانہ میں عمل ہوتا رہا، امت مسلمہ نے اسے قبول کیا ہے اور ائمہ حدیث نے لکھا ہے کہ تعلق بالقبول کی وجہ سے روایت کو قوت حاصل ہوتی ہے، النکت علی مقدمة ابن الصلاح میں علامہ ابو عبد اللہ محمد بن جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

الخبر الذي تلقته الامه ایسی حدیث جسے امت نے اختیار کر لیا اس کا صحیح  
بالقبول يقطع بصدقه ہونا یقینی ہے۔ (1)

علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں دوسرے مقام پر لکھا ہے:

ان الحديث الضعيف اذا جب ضعیف حدیث کو امت اختیار  
تلقته الامه بالقبول عمل به کر لے تو صحیح قول کے مطابق اس پر عمل  
علی الصحيح۔ کیا جاتا ہے۔ (2)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی“ میں لکھا ہے:

يحكم للحديث بالصحة اذا      جب لوگ حدیث شریف کو قبول کر لیں تو اس  
تلقاه الناس بالقبول وان لم      کے صحیح ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا اگرچہ اس  
یکن له اسناد صحيح۔      کی صحیح سند نہ ہو۔ (3)

جب ہر دور میں اور شرق و غرب کے تمام علاقوں میں امت نے بیس رکعات تراویح کی روایت کو قبول کیا اور اس پر مسلسل عمل کیا تو سند ضعیف ہونے کے باوجود اس کی حیثیت محدثین کرام اور ائمہ اعلام کی وضاحت کے بموجب صحیح اور معتبر حدیث کی ہے، لہذا تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہونے کے بعد اس روایت کی قوت و ضعف پر گفتگو، رواۃ کی عدالت و جہالت کی تحقیق کی قطعاً ضرورت نہیں اسی وجہ سے راوی حدیث ابوشیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ضعیف ہونا اس روایت سے استدلال کیلئے نقصان دہ نہیں۔

امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث“ میں لکھا ہے:

اذا تلقت الامة الضعیف      جب امت ضعیف حدیث کو قبول کر لے تو صحیح  
بالقبول یعمل به علی      قول کے مطابق اس پر عمل کیا جائے گا یہاں  
الصحیح حتی انه ینزل      تک کہ وہ اس حیثیت سے متواتر کے درجہ میں  
منزلة المتواتر فی انه ینسخ      ہے کہ اس کی وجہ سے نص قطعی کو منسوخ کیا  
المقطوع به      جاسکتا ہے۔ (1)

## (5) مجتہد کا استدلال صحت حدیث کی دلیل

”بیس رکعات تراویح“ کے مسئلہ پر مذکورہ حدیث سے ائمہ اربعہ نے استدلال کیا، کوئی مجتہد کسی حدیث سے استدلال کرے تو یہ عمل اس حدیث کے صحیح ہونے کی علامت و دلیل ہوتی ہے، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ”البحر الرائق شرح کنز الدقائق“ میں لکھا ہے:

ان المجتهد اذا      ترجمہ: مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرتا ہے تو  
استدل بحديث كان      ان کا استدلال اس بات کی علامت ہے کہ وہ حدیث  
تصحیح له فلا      صحیح ہے، لہذا مجتہد کے استدلال کے بعد صحت  
یحتاج الی شیء      حدیث کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ (1)  
بعده۔

## (6) آثار صحابہ سے تائید و تقویت

اس روایت کی موافقت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار و اقوال کثرت سے منقول ہیں، جیسا کہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے اور آثار صحابہ سے بھی ابوشیبہ کی مرفوع روایت کو تائید و تقویت حاصل ہوتی ہے۔

## (7) صحابہ کرام کا عمل کسی اصل صحیح پر دلالت کرتا ہے

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بیس رکعات تراویح ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ضرور ان حضرات کے پیش نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یا معمول ثابت رہا ہوگا، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے:

ان ابا یوسف سال ابا	امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو
حنيفة عنها وما فعله عمر	حنيفه رحمۃ اللہ علیہ سے تراویح کے بارے میں
فقال التراويح سنة	دریافت کیا تو فرمایا: تراویح سنت مؤکدہ
مؤكدة ولم يتخرجه عمر	ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی
من تلقاء نفسه ولم يكن	جانب سے اختیار نہیں کیا اور نہ آپ اس سلسلہ
فيه مبتدعاً ولم يامر به	میں نیا طریقہ ایجاد کرنے والے ہیں، آپ
الا عن اصل لديه و عهد	نے اپنے پاس موجود کسی اصل کی وجہ اس کا حکم
من رسول الله صلى الله	دیا، یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
عليه وسلم۔	حکم فرمانے کی وجہ۔ (1)

یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے منتظر رہتے کہ اس کی تکمیل کریں، اک اک ادا کو تکتے کہ اسے عمل میں لائیں، دل میں بسائیں، کیا ان بزرگ حضرات کی نسبت یہ گمان بھی کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کی ہو؟ ان حضرات نے بیس رکعات پر عمل کیا ہے تو یقیناً ان کے پاس کوئی مضبوط دلیل ہوگی جو ہمارے لئے ہدایت کا سامان ہے۔

## (8) بیس رکعات تراویح عقل و قیاس کے مطابق

نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد ”بیس“ مقرر ہونے کی حکمت یہ ہے کہ فرض نمازوں کی تعداد بشمول وتر بیس (20) ہے، تراویح سنت ہے اور سنتیں فرائض کی تکمیل کرنے والی ہوتی ہیں، فرض نمازوں کی تکمیل کے لئے ان کی تعداد کے مطابق نماز تراویح بھی بیس (20) رکعات رکھی گئی، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 970ھ) نے علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے:

وذكر العلامة الحلبي ان	تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ
الحكمة في كونها عشرين	ہے کہ سنتیں فرائض کی تکمیل کے لئے مشروع
أن السنن شرعت	ہوئی ہیں اور فرض نمازیں بشمول وتر بیس
مكمالات للواجبات وهي	رکعات ہیں، اسی وجہ سے تراویح کی
عشرون بالوتر فكانت	رکعتوں کی تعداد بھی اسی مقدار ہے، تاکہ مکمل
التراويح كذا لك لتقع	کرنے والی رکعتیں مکمل کی جانے والی
المساواة بين المكمل	رکعتوں کے برابر ہو جائیں۔ (1)
والمكمل انتهى	

امام زیلیعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 743ھ) تحریر فرماتے ہیں:

غاية ما قيل الحكمة في التقدير  
بعشرين والله أعلم ليوافق  
الفرائض الاعتقادية والعملية  
كالوتر فانها عشرون.

نماز تراویح بیس رکعات مقرر ہونے کی حکمت - اللہ  
بہتر جانے والا ہے - یہ ہے کہ نماز تراویح تعداد میں  
فرائض کے برابر ہو جائے تاکہ اعتقادی اور عملی فرائض  
(جیسے وتر) برابر ہو جائیں، کیونکہ وہ بیس ہیں۔ (2)

## (9) بیس رکعات تراویح اور تقاضہ لغت

لفظ ”تراویح“ عربی زبان کا لفظ ہے، یہ ”ترویحة“ کی جمع ہے، اس کا معنی ہے ”ایک مرتبہ آرام کرنا“ چونکہ اس نماز میں ہر چار رکعات کے بعد کچھ وقفہ دیا جاتا ہے، جو لوگوں کے آرام کا باعث ہے، اس وجہ سے ہر چار کے مجموعہ کو تراویح کہتے ہیں۔ یہ جملہ پانچ ترویحات ہوتے ہیں، اس لئے اسے جمع کا لفظ تراویح کہا جاتا ہے۔ امام اللغة ابن منظور نے لسان العرب میں لکھا ہے:

والترویحة فی شهر رمضان  
سمیت بذلك لاستراحة  
القوم بعد كل اربع ركعات و  
فی الحديث صلوة التراويح  
لانهم كانوا يستريحون بین  
كل تسليمتین والتراويح  
جمع ترویحة وهی المرة  
الواحدة من الراحة تفعيلة  
مثل تسليمة من السلام.

ماہ رمضان میں ”ترویحة“ اس لئے کہا  
جاتا ہے کہ لوگ ہر چار رکعات کے  
بعد آرام کرتے ہیں، حدیث پاک  
میں ”صلوة التراويح“ کے الفاظ آئے  
ہیں، کیونکہ وہ حضرات ہر چار رکعات  
کے بعد وقفہ لے کر آرام لیتے، تراویح  
”ترویحة“ کی جمع ہے، یعنی ایک  
مرتبہ آرام لینا جیسے ”تسليمة“ ایک  
مرتبہ سلام پھیرنا۔ (1)

عربی زبان میں جمع دو سے زائد کے لئے کہی جاتی ہے، اگر نماز تراویح آٹھ رکعات مان لی جائے تو اس پر لفظ تراویح کا معنی ہی صادق نہ آئے گا، جبکہ آٹھ رکعات کہنے والے حضرات بھی اس نماز کو ”تراویح“ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں، آٹھ رکعات صرف دو تراویح ہوتے ہیں اور عربی زبان میں جمع دو سے زائد کیلئے کہی جاتی ہے۔ بنا بریں عربی زبان کے قواعد و معاجم بھی اس بات کے متقاضی ہیں کہ تراویح کی آٹھ رکعات نہ ہوں، اسی لئے احادیث شریفہ کے علاوہ لغت کے لحاظ سے بھی نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہی قرار پاتی ہیں۔

## آٹھ رکعات کی روایت کا حقیقی معنی و مفہوم

صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جس میں آٹھ رکعات کا ذکر موجود ہے:

عن ابی سلمة بن	حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما
عبدالرحمن انه اخبره انه	سے روایت ہے، وہ بیان فرماتے ہیں کہ
سأل عائشة رضی اللہ	انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
عنها کیف كانت صلوة	سے عرض کیا: ماہ رمضان میں حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی
وسلم فی رمضان فقالت	کیا کیفیت ہوتی؟ تو حضرت ام المؤمنین
ماکان رسول اللہ صلی اللہ	رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور پاک صلی
علیہ وسلم یزید فی رمضان	اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان اور اس کے علاوہ
ولا فی غیرہ علی احدی	مہینوں میں گیارہ رکعات سے زائد ادا نہ
عشرۃ رکعة یصلی اربعا	فرماتے، چار رکعات ادا فرماتے، ان کے
فلا تسأل عن حسنہن	خشوع و خضوع اور حسن و کمال کے کیا
وطولہن ثم یصلی اربعا	کہنے، پھر چار رکعات ادا فرماتے،
فلا تسأل عن حسنہن	ان کے حسن و کمال کے بارے میں مت پوچھو، پھر
وطولہن ثم یصلی ثلاثا.	تین رکعات ادا فرمایا کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ
قالت عائشة فقلت	عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی
یا رسول اللہ أتناہ قبل	اللہ علیہ وسلم! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے آرام
ان توتر فقال یا عائشة	فرماتے ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
ان عینی تنامان ولا ینام	فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) بلا شبہ میری
قلبی-	آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ (1)

## آٹھ رکعات کی روایت تراویح کیلئے ناقابل استدلال

اس روایت سے رکعات تراویح کی تعداد جیسے اہم مسئلہ کے اثبات میں استدلال نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جہاں گیارہ رکعات کی روایت منقول ہے وہیں سات رکعات، نو رکعات اور تیرہ رکعات کی روایتیں بھی موجود ہیں، جس میں تین رکعات وتر منہا کئے جائیں تو چار رکعات، چھ رکعات، آٹھ رکعات اور دس رکعات ہوتے ہیں، ایک ہی نماز سے متعلق اس اختلاف کے ساتھ روایتیں ہونے کی وجہ سے بعض محدثین نے اس روایت کو مضطرب کہا اور مضطرب روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا، فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مذکور ہے:



قال القرطبي اشكلت  
روایات عائشة علی كثير  
من اهل العلم حتى نسب  
بعضهم حديثها الى  
الاضطراب

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 671ھ)  
نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ  
روایتیں بہت سے اہل علم کیلئے اشکال کا سبب  
واقع ہوئی ہیں یہاں تک کہ بعض علماء نے  
اُسے مضطرب قرار دیا۔ (1)

## آٹھ رکعات والی روایت تہجد سے متعلق ہے

ام المؤمنین کی روایت کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ نماز تراویح آٹھ رکعات ہیں، اس روایت سے نماز تراویح کی آٹھ رکعات ہونے کا استدلال کرنا، صریح غلطی ہے، جو علم حدیث کے فنون، روایت حدیث اور درایت حدیث کے بالکل خلاف ہے۔

اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کو تعق و امعان سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت تراویح سے متعلق ہی نہیں، بلکہ تہجد سے متعلق ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان اور غیر رمضان کے آٹھ رکعات کے بارے میں فرما رہی ہیں اور ہر صاحب عقل شخص جانتا ہے کہ نماز تراویح صرف رمضان میں ادا کی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں! ورنہ کہنا ہوگا کہ تراویح سال بھر پڑھی جائے، جب کہ اس روایت سے آٹھ رکعات کا استدلال کرنے والے بھی سال بھر تراویح نہیں پڑھتے!!

اس روایت پر عمل اسی وقت ہوگا جب کہ آٹھ رکعات سے تہجد مراد لی جائے، ان آٹھ رکعتوں کا تہجد ہونا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ ذیل روایت سے ظاہر ہوتا ہے، صحیح بخاری شریف میں وارد ہے:

عن عائشة كان النبي صلى  
الله عليه وسلم يصلي من  
الليل احدى عشرة ركعة  
فاذا طلع الفجر صلى  
ركعتين خفيفتين ثم اضطجع  
على شقه الايمن حتى يبعث  
المؤذن فيؤذنه .

سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،  
حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں  
گیارہ رکعات ادا فرماتے اور جب فجر طلوع  
ہو جاتی تو دو مختصر رکعتیں ادا فرماتے پھر داہنے  
پہلو پر استراحت فرماتے، یہاں تک کہ مؤذن  
حاضر ہوتے اور آپ کی خدمت میں معروضہ  
کرتے۔ (1)

## آٹھ رکعات سے مراد تہجد ہی ہیں

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ آٹھ رکعات والی روایت تہجد سے متعلق ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما کر گیارہ رکعات ادا فرماتے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن ابن عباس قال بت  
عند خالتي ميمونة  
فتحدث رسول الله صلى  
الله عليه وسلم مع اهله  
ساعة ثم رقد فلما كان  
ثلث الليل الاخر قعد  
فنظر الى السماء فقال: ان  
في خلق السموات  
والارض واختلاف  
الليل والنهار لآيات  
لاولى الالباب ثم قام  
فتوضأ واستن فصلى  
احدى عشرة ركعة ثم  
اذن بلال فصلى ركعتين  
ثم خرج فصلى الصبح.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ  
فرماتے ہیں کہ میں ایک روز میری خالہ جان ام المؤمنین  
حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں موجود تھا، تو رسول  
پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر اپنی زوجہ مطہرہ کے  
ساتھ گفتگو فرمائی پھر آرام فرما ہوئے، جب رات کا اخیر  
تہائی حصہ ہوا تو آپ تشریف فرما ہوئے اور آسمان کی  
طرف ملاحظہ فرما کر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ان فی  
خلق السموات والارض واختلاف الليل  
والنهار لآيات لاولى الالباب۔ ترجمہ: بے شک  
آسمانوں اور زمین کی خلقت اور رات و دن کی گردش میں  
عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں، پھر حضور پاک صلی اللہ  
علیہ وسلم اٹھے، وضو اور مسواک فرما کر گیارہ رکعات نماز  
ادا فرمائے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ادا فرمائی پھر باہر  
تشریف لائے اور نماز فجر ادا فرمائی۔ (1)

صحیح بخاری شریف میں وارد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں صراحت ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رمضان شریف  
میں اور اس کے علاوہ مہینوں میں نماز تہجد کبھی ترک نہ فرمائی، ارشاد الہی ”فتہجد بہ نافلۃ لک“ کی وجہ سے التزام و موانعت کے ساتھ نماز تہجد کا اہتمام فرمایا  
کئے۔ آٹھ رکعات سے تراویح مراد لی جائے تو ماننا ہوگا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات نماز تہجد ادا نہ فرمائی۔  
کسی حدیث پاک کا ایسا مفہوم اخذ کرنا، ہرگز درست نہیں جس سے دیگر معمولات کے بارے میں صحیح طور پر تطبیق نہ دی جاسکے، کسی روایت کا ایسا معنی  
کرنا روا نہیں جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت دائمی معمول فوت ہونا لازم آجائے۔

**حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے غلط استدلال کرتے ہوئے**

**تراویح آٹھ رکعات ماننے پر لازم آنے والی خرابیاں**

اگر یہاں آٹھ رکعات سے تراویح مراد ہے تو کہنا پڑے گا کہ تراویح سوکراٹھنے کے بعد رات کے اخیر تہائی حصہ میں ادا کی جائے جب کہ سوکراٹھنے  
کے بعد تراویح پڑھنا کسی کا عمل نہیں۔

اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آٹھ رکعات کی روایت تراویح سے متعلق بیان فرمائی ہوتیں تو آپ خود بھی آٹھ رکعات تراویح ادا فرماتیں اور اپنے  
زمانے میں اہل اسلام کا سنت کے خلاف عمل دیکھ کر خاموش نہ رہتیں، جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی کوئی روایت منقول نہیں ہے کہ آپ آٹھ  
رکعات تراویح پڑھی ہوں، آپ خلفاء راشدین کے زمانہ میں رہیں، صحابہ کرام بالاتفاق بیس رکعات ادا فرماتے رہے، اگر یہ عمل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
سنت کے مخالف ہوتا تو آپ ضرور نکیر فرماتیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیس رکعات تراویح پر سکوت اختیار کرنا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کی آٹھ

انہوں نے بیس رکعات پر سکوت اختیار کر کے اپنے آپ کو عہد صحابہ میں منعقد ہونے والے اجماع میں شامل کیا جیسا کہ گزر چکا کہ خلفاء راشدین کے دور میں بیس رکعات پر اجماع ہو چکا، اس کے باوجود آٹھ رکعات کی روایت کو تراویح سے متعلق قرار دینا دوسرے الفاظ میں گویا یہ کہنا ہے کہ صحابہ کرام نے اس پر اتفاق نہیں کیا تھا جبکہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام کے اتفاق بیان کرنے والے ائمہ اعلام میں امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) شمس الائمہ سرخسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 483ھ) ملک العلماء کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 587ھ) علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (620ھ) شیخ ابن تیمیہ (متوفی 728ھ) علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 743ھ) علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 855ھ) اور ملا علی قاری (متوفی 1014ھ) شامل ہیں۔

## غیر مقلدین کا اشتباہ اور اس کے جوابات

غیر مقلد حضرات اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ آٹھ رکعات والی روایت تہجد سے متعلق ہے اور کہتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجد کے علاوہ رمضان میں کوئی اور نماز ثابت نہیں۔

غیر مقلدین کا یہ خیال صریح نصوص کے خلاف ہے، کوئی باہوش آدمی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ تراویح اور تہجد دو علیحدہ نمازیں ہیں۔ اس بات پر احادیث شریفہ کا طویل تسلسل ناطق بحق ہے، تراویح اور تہجد کے درمیان تفاوت و فرق بجائے خود شاہد عدل ہے، ہم یہاں تراویح اور تہجد کے درمیان فرق اور اس کے جداگانہ امور بیان کرتے ہیں تاکہ یہ حقیقت آشکار ہو جائے کہ تراویح اور تہجد دونوں نمازیں اپنی دو علیحدہ حیثیتیں رکھتی ہیں:

(1) نماز تراویح رات کے ابتدائی حصہ میں ادا کی جاتی ہے اور نماز تہجد رات کے اخیر حصہ میں پڑھی جاتی ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح بخاری کی روایت تفصیلاً گزر چکی ہے، روایت کا ایک حصہ ملاحظہ ہو:

والتی ینامون عنہا  
افضل من التی  
یقومون یرید اخر  
اللیل وکان الناس  
یقومون اولہ۔

جس نماز سے لوگ سو رہے ہیں وہ اس نماز سے افضل  
ہے جس کے لئے لوگ قیام کر رہے ہیں۔ اس سے  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منشاء رات کے اخیر حصہ میں  
نماز تہجد کی ادائیگی تھا جبکہ لوگ رات کے ابتدائی حصہ  
میں نماز تراویح ادا کرتے تھے۔ (1)

(2) رمضان کے روزوں کی فرضیت 2ھ میں ہوئی جبکہ تہجد اس سے پہلے بھی پڑھی جاتی تھی، روزوں کی فرضیت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

ان اللہ تبارک وتعالیٰ  
فرض صیام رمضان  
علیکم وسنتت لکم  
قیامہ فمن صامہ وقامہ  
ایمانا واحتسابا خرج  
من ذنوبہ کیوم ولدتہ  
أمہ۔

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر رمضان کے  
روزے فرض فرمائے ہیں اور میں نے اس کے قیام  
تراویح کو تمہارے لئے سنت قرار دیا تو جس نے  
ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس مہینہ میں  
روزہ رکھا اور نماز تراویح کا اہتمام کیا وہ اپنے  
گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس  
دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا۔ (2)

اس کے باوجود تراویح اور تہجد کو ایک نماز کہنا حقیقت کا انکار ہے۔

(3) تہجد کی رکعتوں میں بطور خاص کوئی عدد متعین نہیں ہے، یہ بات گزر چکی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وتر کے سوا چار، چھ، آٹھ اور دس

کدام است؟ منقذ است. چرا تا یک کلام "بسم" متعبد است. ط ش. کسم متعبد است. ط ش. اوم کوغ متعبد. ح. م. محبا که اوم. ی. غلط. ا. ا. خالف.

عقل ہے۔

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کسی قول سے یہ ثابت نہیں کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے۔

(5) نماز تہجد رمضان اور دیگر مہینوں میں ادا کی جاتی ہے جبکہ تراویح صرف ماہ رمضان کے ساتھ خاص ہے۔

(6) نماز تہجد سے متعلق روایتوں سے واضح ہوتا ہے کہ تہجد سوکراٹھنے کے بعد ادا کی جاتی ہے اور تراویح سے پہلے سونے کا ذکر کسی حدیث پاک

میں نہیں ملتا۔

(7) صحیح مسلم میں روایت ہے:

قالت عائشة رضی اللہ عنہا  
كان رسول الله صلى الله  
عليه وسلم يجتهد في العشر  
الاواخر مالا يجتهد في  
غيره.  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:  
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخیر  
عشرہ میں ایسا اہتمام فرماتے جو دوسرے  
موقع پر نہیں فرماتے۔ (1)

صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے:

عن عائشة رضی اللہ  
عنہا قالت كان النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم اذا  
دخل العشر شد منزره  
واحيا ليله وايقظ اهله.  
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ جب رمضان کا  
آخری عشرہ آتا تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم پہلے سے زیادہ اہتمام فرماتے، شب بیداری  
فرماتے اور اپنے اہل خانہ کو بیدار کرتے۔ (1)

تہجد کی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان ہو یا کوئی اور مہینہ آٹھ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے۔ اگر تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے تو تہجد سے متعلق سال بھر کے لئے آٹھ رکعات کے ذکر اور مندرجہ بالا احادیث میں مذکور خصوصی اہتمام کے ذکر کا کیا معنی ہوگا؟ جبکہ دونوں قسم کی روایتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں۔

اگر رمضان اور دیگر مہینوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعات سے زیادہ ادا نہیں فرماتے تھے تو ماہ رمضان میں خصوصی اہتمام کی کیا صورت ہوگی؟ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی خصوصی نماز تراویح کا اہتمام فرماتے۔

### بیس رکعات ماننے سے احادیث میں تطبیق ممکن

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے اور آغاز کتاب میں (ص 18) پر صحیح بخاری کی روایت مذکور ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین راتیں نماز ادا فرمائی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اقتداء کی، اگر آٹھ رکعات والی روایت تراویح سے متعلق ہو تو پھر دو یا تین راتیں ادا کی گئی نماز سے کوئی نماز مراد ہوگی؟ اس روایت کا معنی و مفہوم کیا ہوگا؟ آٹھ رکعات کی روایت میں رمضان اور غیر رمضان کا ذکر موجود ہے، یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ آٹھ رکعات والی روایت تہجد سے متعلق ہے اور دوسری روایت جس میں دو تین راتیں نماز کی ادائیگی اور صحابہ کرام کی اقتداء کا ذکر ہے وہ تراویح سے متعلق ہے۔

آٹھ رکعات تراویح کہنے والے حضرات، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے آٹھ رکعات تراویح کے لئے جو استدلال کرتے ہیں گزشتہ صفحات میں مذکورہ

مباحث سے اس کا فساد و بطلان واضح ہوا اور اس سے لازم آنے والی خرابیاں عیاں ہوئیں اور بیس رکعات تراویح مراد لینے کی صورت میں احادیث شریفہ کا مفہوم صحت و درستگی کے ساتھ واضح ہوا۔

## گیارہ رکعات کی روایت سے غیر مقلدین کا استدلال

غیر مقلد حضرات کی ایک اور دلیل موطا امام مالک کی مندرجہ ذیل حدیث پاک ہے:

عن السائب بن يزيد انه قال	حضرت سائب بن يزيد رضی اللہ عنہ سے روایت
امر عمر بن الخطاب ابی بن	ہے انہوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی
كعب وتميما الداري ان يقوموا	اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم
للناس باحدى عشرة ركعة	داری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم
قال وقد كان القارئ يقرأ	فرمایا، انہوں نے فرمایا: امام صاحب سوسو آیتوں
بالمئين حتى كنا نعتمد على	والی سورتیں تلاوت کرتے یہاں تک کہ ہم طویل
العصى من طول القيام وما كنا	قیام کی وجہ سے لٹھیوں سے سہارا لیتے اور فجر
ننصرف الا في فروع الفجر.	صادق سے کچھ پہلے ہی واپس ہوتے۔ (1)

اس روایت کی بنیاد پر ان حضرات کا کہنا ہے کہ تین رکعات وتر منہا کر لی جائے تو آٹھ رکعات تراویح ہوتے ہیں، لہذا مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ آٹھ رکعات تراویح پڑھنا سنت ہے۔

## تراویح کیلئے گیارہ رکعات کی روایت سے استدلال نادرست

لیکن اس حدیث پاک سے آٹھ رکعات تراویح پر استدلال کرنا بہ چند وجوہ درست نہیں، اس روایت میں مختلف احتمالات پائے جاتے ہیں اور امت کے معتمد علیہ محدثین، مستند فقہاء دین نے اس سے آٹھ رکعات تراویح پر استدلال نہیں کیا بلکہ اس کے بارے میں مختلف وضاحتیں فرمائیں جو حق کی جستجو رکھنے والوں کے لئے لائق دید و قابل تقلید ہیں:

## (1) گیارہ رکعات اور بیس رکعات کی روایتوں کے درمیان تطبیق

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ رکعات اور بیس رکعات کی روایتوں کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے:

ويمكن الجمع بين	دونوں روایتوں کے درمیان تطبیق اس
الروایتين فانهم كانوا	طرح ممکن ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان
يقومون باحدى عشرة	ابتداء میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے پھر
ثم كانوا يقومون	بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر
بعشرين ويوترون	پڑھنے لگے۔ (1)
بثلاث.	

ان روایات کے درمیان تطبیق سے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح لکھا ہے:

ولعل ذلك كان في وقتين . . . ممکن ہے کہ دو الگ الگ اوقات کا عمل ہو۔ (1)

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا ہے:

ولعلہم فی وقت اختاروا      شائد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پہلے  
تطویل القیام علی عدد      لمبی لمبی رکعتوں کو کثرت رکعات پر ترجیح  
الرکعات فجعلوها احدی      دی اور تراویح کے لئے گیارہ رکعات کو  
عشرة وفی وقت      اختیار کیا، بعد میں طویل قیام پر رکعتوں  
اختاروا عدد الرکعات      کی کثرت کو اختیار کیا اور تراویح کے  
فجعلوه عشرين وقد استقر      لئے بیس رکعات کی تعداد کو اختیار کیا اور  
العمل علی هذا، انتھی      اسی پر عمل باقی رہا۔ امام سبکی کی گفتگو ختم  
کلام السبکی۔      ہوئی۔ (2)

حضرت شیخ الاسلام بانی جامعہ نظامیہ علیہ الرحمہ کے استاذ گرامی زبدۃ الفقہاء حضرت عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ رکعات اور بیس رکعات

کی روایتوں کے درمیان تطبیق بیان کرنے کے بعد موطا امام محمد کے حاشیہ ”التعلیق لمحمد“ میں علماء امت کے حوالہ سے لکھا ہے:

وعلی هذا یحمل اختلاف      اسی معنی پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس  
مارواه مالک عن السائب ان      روایت کے اختلاف کو محمول کیا جائے گا جو  
عمر امر ابی بن کعب وتمیما      حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے منقول  
ان یقوما باحدی عشرة رکعة      ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی  
مع مارواه هو والبیہقی ان      بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو  
عمر جمع الناس علی      گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم فرمایا کیونکہ خود  
ثلاث وعشرين رکعة مع      امام مالک اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے یہ  
الوتر فیحمل ذلک علی      حدیث پاک روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی  
ان الاقتصار علی الاول کا      اللہ عنہ نے اہل اسلام کو وتر کے ساتھ تینیس  
ن فی البدء ثم اسقر الامر      رکعات پر جمع کر دیا ہے، ان روایتوں کو اس  
علی عشرين. ذکرہ ابن      بات پر محمول کیا جائے گا کہ ابتداء میں (گیارہ  
عبدالبر.      رکعات والی) پہلی روایت پر عمل کیا گیا پھر بیس  
رکعات تراویح پر عمل طے پا گیا، جیسا کہ امام  
ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ (1)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی بتلائی ہوئی تطبیق کو امام زیلیعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایہ میں نقل کیا ہے۔ (2)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں لکھا ہے:

او جمع بینہما بانہ وقع  
اولا ثم استقر الامر علی  
العشرین فانہ  
المتوارث۔  
دونوں روایتوں کے درمیان تطبیق اس طرح دی  
گئی ہے کہ پہلے گیارہ رکعات پر عمل کیا گیا پھر  
تراویح کا معاملہ بیس رکعات پر قرار پا گیا، چنانچہ  
یہی متوارث اور اہل اسلام کا معمول ہے۔ (1)

## (2) گیارہ رکعات کی روایت، کسی راوی کا وہم

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ رکعات کی روایت پر کلام کرتے ہوئے اسے کسی راوی کی جانب سے ہونے والی غلطی قرار دیا، چنانچہ لکھا ہے

يحتمل ان يكون القيام في  
اول ما عمل به عمر باحدى  
عشرة ركعة ثم خفف  
عليهما طول القيام ونقلهم  
الى احدى وعشرين ركعة  
يخففون فيها القراءة  
ويزيدون في الركوع  
والسجود الا ان الاغلب  
عندى في احدى عشرة  
ركعة الوهم والله اعلم .  
ترجمہ: اس بات کا احتمال ہے کہ ابتداء میں  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعات  
پر عمل کیا پھر لوگوں کے لئے لمبی لمبی رکعتوں  
کو خفیف اور ہلکا کر دیا اور اکیس رکعتوں کا  
حکم دیا، ان رکعتوں میں لوگ قراءت مختصر  
کرنے لگے اور رکوع و سجدے زیادہ  
کرنے لگے تاہم میرے نزدیک اغلب  
یہی ہے کہ گیارہ رکعات کی روایت (کسی  
راوی کا) وہم اور غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر  
جاننے والا ہے (2)

اس روایت میں وہم سے متعلق بعض علماء کا کہنا ہے کہ گیارہ رکعات کا وہم راوی محمد بن یوسف کو ہوا جن سے امام مالک نے روایت کی ہے۔  
حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی گیارہ رکعات کی روایت میں وہم کا قول اس وجہ سے پختہ ہوتا ہے کہ یہی صحابی سے منقول بیس  
رکعات کی روایت موطا امام مالک میں موجود ہے اور دیگر محدثین نے بھی اسے روایت کیا، چنانچہ علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سائب بن یزید  
سے اور دیگر صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرضوان سے بیس رکعات تراویح کی روایتیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

وهذا كله يشهد بان  
الرواية باحدى عشرة  
ركعة وهم وغلط وان  
الصحيح ثلاث وعشرون  
واحدى وعشرون ركعة  
والله اعلم  
اور یہ تمام روایتیں گواہی دیتی ہیں کہ گیارہ  
رکعات تراویح کی روایت وہم اور غلطی ہے اور  
یہ بات محقق ہے کہ صحیح (وتر کے ساتھ) تینیس  
رکعات بیس تراویح تین و تریا اکیس، بیس  
تراویح ایک رکعت وتر ہے، اور اللہ تعالیٰ بہتر  
جاننے والا ہے۔ (1)

### (3) گیارہ رکعات کی روایت تہجد سے متعلق ہے

اگر گیارہ رکعات کی روایت کو درست مان لیا جائے تو اس روایت کے درمیان اور بیس رکعات کی روایت کے درمیان اس طرح تطبیق دی جا سکتی ہے کہ گیارہ رکعات کی روایت تہجد سے متعلق ہے اور بیس رکعات کی روایت تراویح کے بارے میں ہے اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں تراویح اور تہجد دونوں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی تھیں، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ لوگوں کو نماز تراویح ادا کرتے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تہجد کی اہمیت و افضلیت کے بارے میں فرمایا:

نعم البدعة هذه والتي  
ينامون عنها افضل من  
التي يقومون يريد اخر  
الليل و كان الناس  
يقومون اوله.

یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے وہ نماز جس سے لوگ  
سو رہے ہیں وہ اس نماز سے افضل ہے جس  
کے لئے قیام کر رہے ہیں، اس سے حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ کا منشارات کے آخری حصہ میں نماز  
تہجد کی ادائیگی تھا جبکہ لوگ رات کے ابتدائی  
حصہ میں نماز تراویح ادا کرتے تھے۔ (1)

اور آج بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں نماز تہجد باجماعت پڑھنے کا معمول ہے۔

بیس رکعات کے ثبوت میں ہم نے مرفوع روایت ذکر کی اور اس روایت سے متعلق شرح و بسط کے ساتھ بتلایا کہ اس روایت میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح عمل مبارک 'بیس رکعات' ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آثار اس کے مطابق ہیں۔ علاوہ ازیں عقل و قیاس، فہم و فقہ، اسی کے مطابق ہے، زبان و ادب، قواعد و معاجم اسی کی تائید کرتے ہیں، اہل اسلام کا تعامل یہی ہے اور حرمین شریفین میں اسی پر عمل ہوتا آ رہا ہے، بیس رکعات تراویح کے لئے اتنے سارے دلائل و قرائن موجود ہیں۔

### ﴿.....اک فکر انگیز تجزیہ!.....﴾

ہم آٹھ رکعات کا دعویٰ کرنے والے غیر مقلد حضرات سے خواہش کرتے ہیں کہ کیا آٹھ رکعات کے ثبوت کے لئے کوئی ایسی مرفوع متصل صحیح حدیث ہے جس میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات تراویح ادا فرمائی ہو اور اس روایت میں کوئی پیچیدگی یا پوشیدگی نہ ہو؟

ان حضرات کا پیہم اصرار ہوتا ہے کہ بیس رکعات کے لئے کوئی مرفوع صحیح حدیث ہو تو پیش کی جائے جو ہم نے کتاب کے آغاز میں پیش کر دی، ہم ان حضرات سے نماز تراویح کے سلسلہ میں چند سوالات کرتے ہیں، اگر ہو سکے تو اپنے مطالبہ کے مطابق یعنی صحیح مرفوع متصل حدیث سے بتلائیں:

(1) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف تین یا چار راتوں میں باجماعت نماز تراویح کا اہتمام ثابت ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوا، جب غیر مقلدین، احناف اور دیگر مقلد حضرات سے ہر مسئلہ میں صحیح مرفوع حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں تو سوال یہ ہیکہ ماہ رمضان کی تمام راتوں میں تراویح کا باجماعت اہتمام کرنا کس صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے؟ کس حدیث پر عمل کرتے ہوئے یہ حضرات رمضان کی ہر رات باجماعت تراویح کا اہتمام کرتے ہیں؟ وہ اپنے اس موقف پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول صحیح روایت



پیش کریں!

(2) یہ حضرات نماز تراویح میں قرآن کریم کے ختم کا بھی اہتمام کرتے ہیں! تو کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت فرمائی؟ کیا یہ صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے؟ پھر کس صحیح حدیث کی بنیاد پر تراویح میں ختم قرآن کرتے ہیں؟

(3) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال رمضان میں باجماعت نماز تراویح کا اہتمام فرمایا ہے کہہ کر کیا کوئی روایت کتب حدیث میں صحیح سند کے ساتھ ملتی ہے؟ جبکہ غیر مقلدین ہر سال ماہ رمضان میں اہتمام کے ساتھ نماز تراویح ادا کرتے ہیں۔

جب نماز تراویح کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان تین امور کے ثبوت میں صحیح مرفوع احادیث موجود نہیں ہیں..... اور یقیناً نہیں ہیں..... تو پھر ان حضرات کے پاس مذکورہ تین امور کیا ان کے اصول کے مطابق بدعت ہیں!!!

نماز تراویح ماہ رمضان کی تمام راتوں میں باجماعت ادا کرنا، ختم قرآن کریم کا اہتمام کرنا اور ہر سال ماہ رمضان میں باجماعت تراویح پڑھنا، یہ امور محض صحابہ کرام کے آثار سے ثابت ہیں اور انہی کا معمول مبارک رہا ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، جس طرح یہ حضرات مذکورہ تین امور میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پیروی کرتے ہیں اور انہی کی سنت اختیار کرتے ہوئے نماز تراویح ادا کرتے ہیں، اسی طرح رکعتوں کی تعداد سے متعلق صحابہ کرام کی اتباع کرنے میں ان کیلئے کوئی چیز رکاوٹ ہے؟ بیس رکعات ادا کر لینے میں کیا امر مانع ہے؟ اگر ”بیس“ کا عدد بدعت ہے تو مذکورہ تین امور کس طرح سنت ہو سکتے ہیں؟ اگر مذکورہ تین امور سنت ہیں تو بیس رکعات کا عدد بدعت کیسے ہوا؟

## بیس رکعات کو بدعت کہنا قرینہ انصاف نہیں

آٹھ رکعات والی روایت سے استدلال کرتے ہوئے بیس رکعات پڑھنے کو بدعت کہنا درست نہیں، اگر مان لیا جائے کہ تراویح آٹھ رکعات ہیں تو بیس رکعات تراویح پڑھنے والا بارہ رکعات زیادہ پڑھ رہا ہے اور ماہ رمضان خیر و بھلائی کا مہینہ ہے، احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ اس مہینہ میں زیادہ عبادت کا اہتمام کیا جانا چاہیے، یوں تو کلام الہی میں نیکیوں کی طرف ہمیشہ سبقت کرنے کا متعدد مقامات پر عمومی حکم دیا گیا اور اسے انبیاء کرام اور مقربان بارگاہ الہی کا وصف خاص قرار دیا گیا نیز خیر و بھلائی میں سبقت کرنے پر صلاح و فلاح کی ضمانت دی گئی، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ .  
تو تم بھلائیوں کی جانب سبقت کرو۔ (1)

اور اہل ایمان کی صفت و خوبی بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي  
الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ .  
وہی نیکیاں کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور وہی اسے  
سب سے پہلے حاصل کرنے والے ہیں۔ (2)

نیز ارشاد الہی ہے:

وَأَفْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ  
اور بھلائی کے کام انجام دو یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے۔ (3)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ میں نفل پڑھنے والے کے لئے فرض کے ثواب کی بشارت دی ہے جیسا کہ امام بیہقی کی شعب الایمان میں طویل روایت ہے اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں:

من تقرب فيه بخصلة من  
الخير كان كمن ادى

جس شخص نے اس مہینہ میں نفل عمل کیا وہ اس  
شخص کی طرح ہے جس نے دوسرے مہینہ میں

فريضة فيما سواه .  
فرض ادا کیا۔ (1)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں دیگر مہینوں سے زیادہ عبادت کا اہتمام فرماتے، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک ہے:

عن عائشة رضى الله عنها  
قالت كان النبي صلى الله عليه  
وسلم اذا دخل العشر شد  
منزله واحيا ليله وايقظ اهله.  
ام المؤمنين حضرت عائشة رضی اللہ عنہا سے روایت  
ہے، آپ نے فرمایا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ  
آتا تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے  
زیادہ اہتمام فرماتے، شب بیداری فرماتے اور  
اپنے اہل خانہ کو بیدار کرتے۔ (2)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح کو ماہ رمضان کی خصوصی سنت قرار دیا ہے، جیسا کہ سنن نسائی شریف، سنن ابن ماجہ شریف اور کنز العمال شریف کے حوالہ سے حدیث پاک گزر چکی۔

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں اضافی نماز کے سنت ہونے کا اعلان فرمایا اور امت کو دیگر مہینوں کی بہ نسبت زیادہ عمل کرنے کی ترغیب دی۔

تراویح آٹھ رکعات ماننے کی صورت میں یہ کہنا پڑے گا کہ امت کو ترغیب و تشویق دینے کے باوصف خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں زیادہ عمل نہیں کیا۔ نعوذ باللہ من ذلک

مذکورہ آیات کریمہ اور احادیث شریفہ اس بات کی متقاضی ہیں کہ ماہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ عبادت کی جائے، اس کے باوجود بیس رکعات پڑھنے کو بدعت کہنا ماہ رمضان میں خیر سے روکنا ہے جو کسی طور قرینہ انصاف نہیں۔

مقام افسوس ہے جو عمل عین سنت ہے اس کو خلاف سنت کہا گیا، جو امر احادیث شریفہ میں مستحسن و مطلوب ہے اسے بدعت و متروک قرار دیا گیا۔

## ضعیف حدیث پر غیر مقلدین کا عمل !!!

غیر مقلد حضرات صحیح احادیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں؛ اگر ایسی حدیث سے استدلال کیا جائے جس میں کسی قدر ضعف ہو تو یہ حضرات اسے قبول نہیں کرتے، صحیح حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں، لیکن عملی طور پر خود ضعیف حدیث کو اختیار کرتے ہیں، ہم بطور نمونہ چند نظائر پیش کرتے ہیں؛ جس سے واضح ہوگا کہ صحیح حدیث پر عمل سے متعلق ان حضرات کا دعویٰ کس حد تک درست ہے اور ضعیف حدیث پر عمل کرنے سے کہاں تک احتیاط کرتے ہیں:

## (1) نکاح میں دو گواہوں کی موجودگی والی روایت ضعیف

غیر مقلدین نکاح میں دو گواہوں کی موجودگی شرط ہونے پر جس روایت سے استدلال کرتے ہیں وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے، نکاح کے لیے دو گواہوں کی شرط کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل حدیث پاک سے استدلال کیا جاتا ہے:

لانکاح الا بولی و  
شاهدی عدل  
ولی کی اجازت سے دو عادل گواہوں کی موجودگی  
میں ہی نکاح درست ہوتا ہے۔

اس حدیث پاک کو امام دارقطنی نے اپنی سنن میں روایت کیا۔ امام دارقطنی کی سند میں ”عبداللہ بن محرز“ ہیں جن کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

و عبد الله بن محرز ضعيف جدا  
عبداللہ بن محرز نہایت ضعیف راوی ہے۔ (1)

غیر مقلدین کے معتمد علیہ عالم صدیق بن حسن قنوجی نے الروضة النورية میں مذکورہ حدیث پاک بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:

وفی اسنادہ عبداللہ اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن محرز ہے جو

محرز و هو متروک متروک راوی ہے۔ (2)

اس حدیث کی دوسری سند کے راوی عدی بن فضل کے بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

کذا رواہ عدی بن الفضل وهو عدی بن فضل نے اسے روایت کیا حالانکہ وہ ضعیف ضعیف والصحیح موقوف۔ ہیں، سند صحیح کے ساتھ یہ روایت موقوف ہے۔ (3)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے التلخیص الحمیر میں اسی راوی سے متعلق لکھا ہے:

وعدی ضعیف عدی بن فضل ضعیف راوی ہیں (1)

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طبرانی کی معجم سے اس معنی کی دو روایتیں ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

وفی اسنادہما الربیع بن ان دونوں روایتوں کی اسناد میں راوی ربیع بن بدر

بدر و هو متروک۔ ہیں جو متروک ہیں۔ (2)

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع بن بدر کو متروک کہا ہے۔ (3)

علامہ ابو جعفر عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”ضعفاء“ میں ربیع بن بدر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: ضعفه قتيبة . ترجمہ: امام قتیبہ نے

انہیں ضعیف قرار دیا۔ (4)

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ معجم طبرانی کی ایک اور روایت ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

وفیه سلیمان بن ارقم وهو اس سند میں سلیمان بن ارقم ہیں جو متروک راوی

متروک . ہیں۔ (5)

سلیمان بن ارقم کو امام نسائی نے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔ (1)

سلیمان بن ارقم کے بارے میں امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال یوں لکھے ہیں، ترکوه ترجمہ: محدثین نے

ان سے روایت لینا ترک کر دیا۔

وقال احمد لا یروی عنه . امام احمد نے فرمایا: ان سے روایت نہیں کی جاتی۔

وقال عباس وعثمان عن ابن معین لیس بشیء . امام عباس اور امام عثمان نے حضرت یحییٰ بن معین سے روایت کی

ہے کہ وہ ناقابل اعتبار ہیں۔

وقال الجوزجانی ساقط : علامہ جوزجانی نے فرمایا: سلیمان بن ارقم ساقط الاعتبار ہیں۔

وقال ابو داود والدارقطنی امام ابو داود اور امام دارقطنی نے فرمایا کہ وہ

متروک : متروک ہیں۔ (2)

دو گواہوں کی گواہی سے متعلق روایت کے بارے میں اس قدر کلام کے باوجود غیر مقلدین اس سے استدلال کرتے ہیں اب سوال یہ ہیکہ

جب ان کے پاس بیس رکعت تراویح کی مرفوع روایت ضعیف ہونے کی بناء پر ناقابل قبول ہے تو نکاح میں دو گواہوں سے متعلق مرفوع روایت

ضعفہ بہ ذکر احمد کسے قابل تھا، ہر گز کہ انہما، زلطہ، لیل، سے اجتناب کرنا

## (2) زکوٰۃ کے نصاب پر سال گزرنے کی روایت صحیح نہیں

زکوٰۃ واجب ہونے کے شرائط میں ایک شرط مال پر ”سال گزرنا“ ہے، یہ شرط غیر مقلدین کے پاس بھی لازمی ہے، اس شرط کو ثابت کرنے کیلئے جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ حدیث ضعیف ہے، چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے زکوٰۃ کے نصاب پر سال گزرنے کی روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

لا زکوٰۃ فی مال حتی یحول  
کسی مال میں اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں  
علیہ الحول ..... و حارثة  
جب تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے ..... اس  
لا یتحتج بخبرہ والاعتماد فی  
روایت کی سند کے ایک راوی حارثہ ہیں، جن  
ذلک علی الآثار الصحیحة  
کی روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ اس  
فیہ عن ابی بکر الصدیق  
مسئلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ  
رضی اللہ عنہ و عثمان بن  
عنه، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبداللہ  
عفان و عبداللہ بن عمر  
بن عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے  
و غیرہم رضی اللہ عنہم۔  
منقول صحیح آثار پر اعتماد ہے۔ (1)

اسی معنی کی ایک روایت عاصم بن ضمرہ سے آئی ہے اور امام بیہقی نے عاصم بن ضمرہ کے بارے میں السنن الکبریٰ میں لکھا ہے: ان عاصماً غیر محتج بہ۔

عاصم بن ضمرہ قابل استدلال نہیں (2)

اور مزید کہا کہ: کان ابن المبارک یضعفہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے انہیں ضعیف قرار دیا۔ (1)

زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے مال پر سال گزرنے کی شرط کے سلسلہ میں ایک اور روایت حارث بن عبداللہ سے آئی ہے، امام بیہقی نے ان کے بارے

میں صراحت کی ہے کہ: الحارث الاور ضعیف۔ حارث اور ضعیف ہیں (2)

اور امام شعبی کے حوالہ سے بیان کیا کہ قال الشعبی کان کذابا امام شعبی نے فرمایا کہ حارث کذاب ہیں (3)

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ معجم طبرانی سے اس معنی کی روایت ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

وفیہ عنبسة بن عبد  
الرحمن وهو ضعیف۔  
اس حدیث کی سند میں عنبسة بن عبد الرحمن ہیں جو ضعیف راوی ہیں۔ (4)

زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے مال پر سال گزرنے کی مرفوع روایت ضعیف سے خالی نہیں اس کے باوجود غیر مقلد حضرات اس سے استدلال کرتے ہیں۔

## (3) سونے کے نصاب کی مقدار سے متعلق تمام روایات ضعیف

سونے کے نصاب سے متعلق بیس مثال کا ذکر احادیث شریفہ میں ملتا ہے، غیر مقلدین بھی سونے کے نصاب کی اس مقدار کو تسلیم کرتے ہیں جیسا

کہ مقالات و فتاویٰ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز مترجم، ص 257 پر ہے، سونے کا نصاب بیس مثال ہے۔ (1) جبکہ سونے کا نصاب ”بیس مثال“ ہونے کے

بارے میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

ولم یات فی الصحیح بیان  
نصاب الذهب وقد جاء ت  
فیہ احادیث بتحدید نصابہ  
بعشرین مثقالا وہی ضعاف  
ولکن اجمع من یعتقد بہ فی  
الاجماع علی ذلک۔  
مقدار پر اتفاق کیا ہے۔ (2)

اس سلسلہ میں کوئی مرفوع روایت سند صحیح سے منقول نہیں، اس کے باوجود غیر مقلدین سونے کا نصاب بیس مثقال قرار دیتے ہیں۔ کیا اب ضعیف حدیث پر عمل نہیں ہو رہا ہے؟.....

یہ تین مسائل بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں جن کی بابت صحیح مرفوع احادیث وارد نہیں، اس کے باوجود غیر مقلدین ان مسائل پر عمل کرتے ہیں۔  
(1) نکاح میں دو گواہوں کے مسئلہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع روایت ضعیف سند کے ساتھ منقول ہے، اس کے بارے میں کوئی مرفوع حدیث صحیح سند سے ثابت نہیں تو کیا اس مسئلہ میں آثار صحابہ سے استدلال کافی ہے؟ صحابہ کے آثار جب اس مسئلہ میں دلیل بن سکتے ہیں تو بیس رکعت تراویح کے بارے میں مرفوع حدیث کے علاوہ صحیح سند سے ثابت آثار صحابہ کیوں دلیل نہیں ہو سکتے؟

(2) زکوٰۃ میں سال گزرنے کی شرط سے متعلق محدثین نے صراحت کی ہے کہ کوئی صحیح مرفوع روایت کتب حدیث میں موجود نہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایتیں منقول ہیں اس کی سند میں ضعف ہے۔ البتہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے صحیح اقوال و معتبر آثار ہیں جس کی وجہ سے مال پر سال گزرنے کا مسئلہ پختہ و مستند قرار پاتا ہے، پھر سوال اپنی جگہ برقرار ہے کہ نصاب زکوٰۃ پر سال گزرنے کی شرط سے متعلق مرفوع حدیث صحیح سند سے ثابت نہیں بلکہ ضعیف ہے تو پھر اس سے استدلال کرنا کس طرح درست ہے، جب اس ضعیف روایت کی تائید میں وارد صحابہ کے آثار سے استدلال درست ہے تو پھر بیس رکعت تراویح والی مرفوع روایت کو اگر ان کے بقول ضعیف ہی مانا جائے تب بھی اس کی تائید میں صحابہ کے آثار صحیحہ اور تعامل ہونے کے باوجود کیوں قبول نہیں کرتے۔

(3) سونے کے نصاب کی مقدار ”بیس مثقال“ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں، جتنی روایتیں وارد ہوئی ہیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کے بموجب ضعیف ہیں، ہاں فقہاء امت کا اس مقدار پر اجماع و اتفاق ہے، فقہاء کرام کے اجماع سے اس روایت کو تقویت و پختگی حاصل ہوتی ہے۔

ان مسائل میں صحیح اور مرفوع روایت نہ ملنے کے باوجود غیر مقلد حضرات نے اسے اختیار کیا ہے، اُن کی کتابوں میں مسئلہ اسی طرح لکھا ہوا ہے، اُن کے نزدیک اسی کے مطابق فتویٰ جاری کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال و آثار کو عملی طور پر دلیل و حجت تسلیم کرتے ہیں گو اس کا اقرار نہیں کرتے۔

فقہاء کرام کا اجماع اُن کے پاس دلیل کی حیثیت رکھتا ہے، گرچہ اس کا اعتراف نہیں کرتے، اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وہ کونسی دلیل ہے جس کے باعث وہ مذکورہ مسائل پر عمل پیرا ہیں؟ ان مسائل میں اُنہوں نے جو موقف اختیار کیا ہے اُن کے اصول کے مطابق اس کی وجہ جواز کیا ہے؟

کہا وہ اقوال اصحابہ اور اجماع فقہاء کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کوئی اصلہ صحیح حدیث پیش کر سکتے ہیں؟ غم مقلدین کا لڑ بچہ ۱۰۱۱

مسائل میں صریح اور صحیح مرفوع حدیث بیان کرنے میں خاموش ہے۔

### غیر مقلد حضرات کو ایک مخلصانہ مشورہ!!!

ہم غیر مقلد حضرات سے دریافت نہیں کرتے کہ مذکورہ مسائل میں آثارِ صحابہ پر عمل کیوں کرتے ہو؟ اجماع فقہاء کا سہارا کیوں لیتے ہو؟ ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جس طرح مذکورہ مسائل آثارِ صحابہ سے مؤید و مدلل ہیں جسے وہ اختیار کر چکے ہیں، اسی طرح بیس رکعات تراویح کا مسئلہ صحابہ کرام سے منقول صحیح روایتوں سے مؤید و مدلل ہے جس طرح سونے کے نصاب کی مقدار ”بیس مثقال“ پر فقہاء کا اتفاق ہے اسی طرح بیس رکعت تراویح پر فقہاء نے اتفاق کیا ہے۔

لہذا ہم ان حضرات کو مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ مذکورہ بالا مسائل میں جس طرح آثارِ صحابہ اور اجماع فقہاء کو اختیار کیا گیا ہے ”بیس رکعات تراویح“ کے مسئلہ میں اسی طرح کا موقف اختیار کیا جاسکتا ہے مزید آں کہ تلقی بالقبول کی وجہ سے بیس رکعات کی مرفوع روایت درجہ صحت تک پہنچتی ہے

اگر ان بنیادی اصول کو اختیار نہ کیا جائے تو وسط و اعتدال کی راہ پر عمل نہ بھی کیا جائے تو کم از کم اتنا تو ہو سکتا ہے کہ ”بیس رکعات تراویح“ ادا کرنے کے عمل کو غلط نہ کہا جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک عمل بیس رکعات رہا، صحابہ کرام نے بیس رکعات کی تعداد پر اتفاق کیا اور ان میں سے کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا، قانون شریعت کی وضاحت کرنے والے فقہاء اسلام نے کتب فقہ و فتاویٰ میں یہی وضاحت کی، احادیث شریفہ کے ذخائر اپنے سینوں میں رکھنے والے محدثین نے اسی پر عمل کیا، ہر صدی میں اسی پر عمل ہوتا رہا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں آج بھی بیس رکعات تراویح کا معمول ہے، اتنی تفصیل معلوم کرنے کے بعد کوئی حق پسند بیس رکعات تراویح کا انکار نہیں کر سکتا، اس کے باوجود اگر کوئی آٹھ رکعت ہی پر اکتفا کرنا چاہتے ہوں تو کم از کم بیس رکعت پر عمل کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں اور امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی جسارت نہ کی جائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمام اہل اسلام کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر عمل کرتے ہوئے راہ حق پر گامزن رکھے اور اس ماہ مبارک میں عمل خیر کی توفیق مزید عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طہ و یس صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ والہ وصحبہ اجمعین والحمد لله رب العالمین ، سبحان اللہ وبحمدہ

سبحان اللہ العظیم

